REGD No P.67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

THE WEEKLY BADR QADIAN.

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۱۳

شمارہ ۴۰

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

نائب:- فیض احمد گجراتی

شرح چندہ
سالانہ -/۷ روپے
ششماہی -/۴ ”
ممالک غیر -/۸ ”

فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے

یکم اخاء ۱۳۴۳ ہش	۲۵ جمادی الاول ۱۳۸۴ھ	یکم اکتوبر ۱۹۶۴ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۹ ستمبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۲۷ ستمبر بوقت ۹½ بجے صبح کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ:-

کل دن بھر حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی۔

اس وقت بھی طبیعت ٹھیک ہے۔

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے اپنے محبوب امام ہمام کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ مولا کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین۔

— محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ہماچل پردیش تشریف لے گئے ہیں احباب دعا فرمائیں کہ سفر و حضر میں اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو اور بخیریت واپس لائے آمین۔

قادیان ۲۹ ستمبر گزشتہ جمعہ کے روز دوسرے خطبہ میں محترم حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مقامی احباب کو ہر سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھنے اور جماعت کی ترقی اور حضور انور کی صحت وسلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے خصوصیت سے دعا کرنے کی تحریک فرمائی۔ چنانچہ ایک بڑی تعداد میں احباب نے کل سوموار کا روزہ رکھا۔ اللہ تعالیٰ احباب کی دعاؤں کو قبول فرمائے۔ آمین۔

بھوشیہ مہاپران پر ایک طائرانہ نظر

—(۱)—

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

”بھوشیہ مہاپران“ کے ”پرتی سرگ پرب“ میں تو تیا۔ دواپر اور کلیگ کے پیدہ چیدہ واقعات کا اندراج پایا جاتا ہے یہ ”سالباہن“ اور جناب مسیح علیہ السلام کی ملاقات کا ذکر بھی اسی ”پرب“ کے تیسرے کھانڈ دوسرے ادھیائے میں موجود ہے۔ ذکر کے علاوہ اس پرب میں اسرائیلیات اور اسلامیات سے متعلق کئی ایک باتیں پائی جاتی ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام سے حضرت یوشع اور محمد بن قاسم سے امیر تیمور تک کے ظہور و خروج کی پیشگوئی کی گئی ہے۔ یہ تمام باتیں مستقبل کے رنگ میں کہی گئی ہیں یعنی ایسا ہوگا اور ویسا ہوگا۔ یہ ساری پیشگوئیاں ”ویدویاس“ کی طرف منسوب ہیں۔ اور سوت رشی ان کے راوی ہیں۔

ہندوؤں اور مورخوں کی رائے میں اختلاف

پرانوں کی کل تعداد اٹھارہ ہے۔ ان کے متعلق عقیدت مند ہندوؤں اور مورخوں کی رائیں الگ الگ ہیں۔ پہلا طبقہ تو انہیں ایک ہی شخص اور ایک ہی عہد کی تصنیف قرار دیتا ہے۔ لیکن مورخوں کی رائے یہ ہے کہ یہ ”پران“ مختلف ادوار کی تصانیف ہیں۔ پرانوں کا پہلا مجموعہ یعنی ”وایو پران“ جو کہ چوتھی صدی عیسوی میں ”چندر گپت“ کے عہد میں مدون ہوا۔ لیکن بعض مورخ کا خیال ہے کہ سب سے پہلے ”پران“ کا جو حصہ مدون ہوا وہ ”متسیہ پران“ ہے۔ ان تمام پرانوں کی تصنیف میں کم سے کم چار سو سال لگے ہیں۔ یعنی سن ۳۰۰ء سے سن ۷۰۰ء تک کا درمیانی زمانہ

دورِ اصنام پرستی

یہ سارے ”پران“ اس دور کی یادگار ہیں جب آریہ دھرم میں توحید کی جگہ اصنام پرستی لے رہی تھی۔ ”وید“ میں اصنام پرستی کا کوئی ذکر نہیں۔ ”وید“ کا معبود ایک ”ذہن مطلق“ یا پھر اجرام و عناصر کے دیوتا ہیں جن سے نہایت ولولہ انگیز انداز میں مناجات اور دعائیں کی گئی ہیں۔ لیکن اس کے بعد آریوں میں بت پرستی کا رواج عام ہو گیا ۔ ۔ ۔ اور قومی ہیروؤں کے مجسموں کی پرستش ہونے لگی۔ پرانوں کا اصل موضوع بھی بت پرستی کی تلقین و ترغیب ہے

قدیم آریوں اور دراوڑیوں کا خدا

آریوں میں بت پرستی کب آئی؟ اس موضوع پر غور کرنے سے بھی ”پرانوں“ کی تصنیف کا زمانہ متعین کرنے میں مدد ملتی ہے۔ قدیم آریہ خدا کو ”نراکار“ یعنی بے مثال سمجھتے تھے ان کے مقابل ”دراوڑ“ تھے یہ خدا کو ”ساکار“ سمجھتے تھے یعنی یہ خدا کی تجسیم کے قائل تھے۔ اور خدا کو مختلف اشکال و صورت میں پیش کرتے تھے۔ آریوں نے جنگ مہابھارت کے ہزار بارہ سو سال تک بت پرستی اختیار نہیں کی مہاتما گوتم بدھ جو اس جنگ کے نو سو سال بعد پیدا ہوئے اُس وقت بھی آریوں میں بت پرستی نہیں تھی۔ خود گوتم بدھ کی جماعت لگ بھگ تین سو سال تک بت پرستی سے نا واقف رہی۔ لیکن اس کے بعد نا معلوم حالات کی بنا پر اس قوم میں بت پرستی کا وہ زور و شور ہوا کہ الامان والحفیظ۔

بت پرستی کیسے رائج ہوئی؟

یہ ممکن ہے کہ آریوں میں بت پرستی دوسری قوموں سے میل ملاپ کے بعد رائج ہوئی ہو۔ وہ تین سو سال قبل مسیح یونانیوں اور ایرانیوں سے اس قوم کے تعلقات قائم ہو گئے تھے اور دراوڑی تو اس کے ہم وطن ہی تھے۔ ایسے میل ملاپ کا لازمی طور پر یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ ایک کا عقیدہ۔ تہذیب اور رسم و رواج دوسرے پہ اثر انداز ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ آریوں نے بت پرستی یونانیوں اور ایرانیوں ہی سے سیکھی ہو۔

بہرحال صورت واقعہ کچھ بھی ہو۔ ظاہر ہے کہ پرانوں کی تدوین کا کام اس وقت شروع ہوا جب دیوتاؤں اور دیویوں کو خدائی کا مقام دے دیا گیا۔ اور ان کے مجسموں کی پرستش عام ہو گئی۔ پرانوں کے ان مجموعوں نے ہندو قوم کو بت پرستی کی طرف مائل کرنے میں نمایاں حصہ لیا۔ اس نقطے پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ”پران“ اتنے قدیم نہیں جتنے عقیدت مند ہندو بتاتے ہیں۔ بہر صورت یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ یہ سلسلہ ہندوؤں کا ایک شاندار کارنامہ ہے

سلطان شہاب الدین غوری اور پرتھوی راج

بھوشیہ مہاپران جو ہمارا موضوع ہے اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مصنف و تاریخ عالم سے حیرت انگیز طور پر باخبر ہے۔ اس کو اقوام عالم کی تاریخ پر پورا عبور ہے۔ اگر صرف ”پرتی سرگ پرب“ ہی کا مطالعہ کیا جائے تو بھی یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اس میں ان واقعات کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ جس سے زمانے میں نئے دوروں کا آغاز ہوا ہے۔ مثلاً اس ”پرب“ کے کھانڈ سوم، ادھیائے ۲ کے شروع ہی میں ”سوت رشی“ کا یہ کہنا کہ ”کورووں کے باپ“ دھرت راشٹر“ اجمیر میں ”پرتھوی راج کا روپ لے کر جنم لیں گے“ یہ ایک حیرت انگیز پیشگوئی ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ سلطان شہاب الدین غوری اور پرتھوی راج کا مقابلہ اس برصغیر میں ایک نئے دور کے آغاز کا باعث ہوا۔

ساکا راجہ اور جناب مسیح کی ملاقات

پھر اس پیشگوئی کا مہاراجہ بکرماجیت اور شالباہن سے پہلے ”ساکا راجہ“ اور جناب مسیح کی ملاقات کا ذکر چھیڑ دینا اور بھی حیرت انگیز بات ہے۔ لیکن ”تاریخ ہند“ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جب موریہ خاندان کے بعد اس برصغیر میں ”بودھ مت“ کا زوال ہوا تو اس مت کا دوبارہ احیا ترکی قبائل کے اسی ”ساکا“ اور ”کشان“ خاندان کے ذریعہ ہوا یہ تمام مہاراجے بودھ مت کے پیرو تھے۔ خصوصاً راجہ کنشک نے تو اشوک اعظم ہی کی طرح اس مت کی ترویج و اشاعت میں نمایاں حصہ لیا۔ ان خاندانوں نے اس برصغیر پر لگ بھگ تین سو سالوں تک حکومت کی۔ ان کے اقتدار سے برصغیر میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ (باقی صفحہ ۲ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے ... آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ یکم اکتوبر ۱۹۶۴ء

ملک میں اناج کی گرانی اور مصنوعی قلت

ملک کے اطراف وجوانب کی خبریں اس بات کی مظہر ہیں کہ اناج کے بارہ میں عوام کی پریشانی کم نہیں ہوئی بلکہ دن بدن بڑھ رہی ہے جبکہ غلہ کی قیمتوں میں اضافہ ہی ہو رہا ہے۔ ہمارے ہاں پنجاب میں دیسی گیہوں جو آج سے صرف پانچ ماہ قبل فصل کے موقعہ پر ۴۲ روپے کوئنٹل تھی اسی کا نرخ آج ۶۵ روپے تک جا پہنچا ہے۔ یوپی میں جو حال ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ بطور مثال میرٹھ میں ۲۱ ستمبر کو ۱۰۱ روپے کوئنٹل کے حساب سے گیہوں فروخت ہوا (الجمعیۃ دہلی ۲۳/۹/۶۴) اور اس کے دو روز بعد راجستھان کے شہر جے پور میں ۱۰۹ روپے کوئنٹل فروخت ہونے کی خبر تھی (الجمعیۃ دہلی ۲۵/۹/۶۴) یہ تو گیہوں کی بات ہے اور اس کے ساتھ دوسری اشیاء خوردنی چاول دال وغیرہ کی گرانی اور کمیابی کا اسی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ایسی روز افزوں گرانی کے وقت ایک اوسط آدمی کی حالت دگرگوں ہو جانے میں کیا کسر رہ گئی!! غلہ ایسی چیز نہیں جس کے بغیر انسانی زندگی کا بقا ممکن ہو۔ ہر شخص کو پیٹ بھرنے کے لئے کچھ نہ کچھ غلہ ضرور چاہیئے۔ ادھر بازار میں اس کی قلت ہے اور جو دستیاب ہوتا ہے اس کے بڑھے ہوئے نرخ متوسط الحال انسان کی کمر توڑ رہے ہیں!! اور روزمرہ کی دوسری ضروریات کی بہم رسانی ایک الگ مسئلہ ہے!!

کہا جاتا ہے کہ امسال اپنے ملک میں سات کروڑ ۹ لاکھ ٹن اناج پیدا ہوا۔ اور ۴۰ لاکھ ٹن گندم درآمد کی گئی (دیپتاپ جالندھر مورخہ ۲۲/۹/۶۴) غلہ کی یہ مقدار اگر یہ صحیح ہے تو کوئی معمولی نہیں یقیناً ہمارے چالیس کروڑ کی آبادی کے لئے یہ مقدار بہت کافی ہے۔ بشرطیکہ اس کی منصفانہ تقسیم عمل میں آجاتی اور سب افراد تک پہنچ جاتا۔ مگر ساری مشکل تو یہی ہے کہ ایسا نہیں ہو پایا اور کئی دوسرے طریقوں سے ملک میں اناج کی قلت پیدا کر دی گئی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ملک میں اناج کی قلت حقیقی نہیں بلکہ مصنوعی ہے کیونکہ غلہ کی ایک بڑی مقدار ہر سال ہی ذخیرہ اندوز چھپا لیتے ہیں اور اس کا انتظار کرتے ہیں کہ جب غلہ کے نرخ بہت اونچے ہوں اور وہ اپنا سٹاک باہر لائیں اور منہ مانگے دام وصول کریں!! یہ لوگ انسان نہیں بلکہ نوع انسان کے بدترین دشمن ہیں جن کے سامنے ان کے بھائی بند بھوک سے بیمار ہو رہے ہوتے ہیں مگر یہ بجائے کسی کی آہ و بکا اُن پر قطعاً اثر انداز نہیں ہوتی وہ زیادہ سے زیادہ روپیہ اکٹھا کرنا جانتے ہیں۔ جب کبھی نرخ بڑھے ان کے سٹاک خود بخود نکل آئے!! بقول شخصے ان لوگوں کا اناج بھی کالے روپے یا کالے دھن کی طرح کالا اناج یا کالا غلہ ہے جس طرح پچھلے دنوں بعض قسم کے لوگوں سے کالا دھن نکلوانے کے لئے خاص مہم چلائی گئی تھی اس کالے اناج کو بھی باہر لانے کے لئے ایسی ہی مہم کی ضرورت ہے تا عوام کی پریشانی دور ہو۔

جہاں تک اناج کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ کا تعلق ہے یہ اضافہ صرف امسال کی بات نہیں بلکہ ہر سال ایسا ہی دیکھنے میں آتا ہے یہ علیحدہ بات ہے کہ اس دفعہ نرخ پہلے سالوں کی نسبت بہت زیادہ چڑھ گئے ہیں۔ اور قلت کے ساتھ غیر معمولی گرانی نے ایک ملک گیر صورت حال پیدا کر دی ہے۔ ہمارے نزدیک یہ ایک پرانی بیماری ہے جس کی اصل وجہ غلہ کی خرید و فروخت کے بارہ میں خاص قسم کا طریق کار ہے جس کا دارومدار سودی لین دین ہے اور اسی سودی لین دین نے آج یہ دن دکھائے اور شاید آئندہ اس سے بھی بڑھ کر ہولناک دن دیکھنے پڑیں۔

مثلاً یوں ہوتا ہے کہ غلہ کی نئی فصل نکلنے پر ذخیرہ اندوز کسی بنک سے ہزاروں ہزار روپیہ مقررہ شرح سود پر لے لیتا ہے اور منڈی سے غلہ کی بڑی مقدار خرید کر گودام میں بند کر کے اس کی چابیاں بطور ضمانت بنک کے حوالے کر دیتا ہے اب بنک ہی اس گودام کی حفاظت کرتا ہے اور ذخیرہ اندوز کو کسی تردد کی ضرورت نہیں رہتی۔ ادھر وقت گزرنے پر عوام کے پاس جس قدر غلہ ہوتا ہے وہ ختم ہو جاتا ہے اور سوائے گوداموں میں بند غلہ کے کسی اور جگہ اناج دستیاب نہیں ہوتا نتیجتاً غلہ کی قیمت تیزی سے چڑھ جاتی ہے جب ہوشیار قسم کا ذخیرہ اندوز اناج کے چھوٹے بیوپاریوں سے ان کی ضرورت کے مطابق حاوہ نرخ پر پیشگی عام وصولی کر کے ایک بڑی رقم جب کہ بنک کو اپنے قرضہ کے حساب میں ادا کر کے اپنا ذخیرہ حاصل کر لیتا ہے اور اسی وقت یہ غلہ بیوپاریوں کے حوالہ کر دیتا ہے اس طرح اپنی گرہ سے ایک پیسہ بھی نہ لگانے کے باوجود محض تھوڑی سی ادل بدل کے ذریعہ ذخیرہ اندوز نے درمیانی نفع کا ہزاروں ہزار روپیہ وصول کر لیا جبکہ ایک ہی جگہ پڑی پڑی گیہوں نہایت گراں نرخوں پر عوام کے گلے پڑی۔

غور تو کریں محض سودی لین دین نے عوام پر کیا آفت ڈھائی اور کتنا بڑا ظلم کیا!! اگر ان ذخیرہ اندوزوں اور اناج کے بیوپاریوں کو ایسے طریقوں پر حسب منشاء سودی قرضہ نہ ملتا تو ضرور تھا کہ ہر شخص صرف اپنے ذاتی روپیہ کی مقدار کا غلہ خریدتا اور اسی قدر سٹور کرتا جو اس سے زیادہ مقدار میں غلہ گوداموں میں بند ہو کر مصنوعی قلت ہرگز پیدا نہ کرتا بلکہ سال کے سب دنوں میں برابر غلہ مارکیٹ میں موجود رہتا اور قلت کے اندیشہ سے مختار کردہ واجبی نرخوں پر فروخت ہوتا!!

اس ساری تفصیل کے باوجود سودی لین دین سے چھٹکارا پا کر اناج کا گرانی کے چکر سے بچ جانا ممکن نہیں کیونکہ سودی روپیہ کے ذریعہ کاروبار چلانا ایک ایسی لاعلاج بیماری ہے جو اس زمانہ میں ایک وبا کی صورت میں ساری دنیا کے اندر بڑی سرعت کے ساتھ پھوٹ رہی ہے اس کا دائرہ بجائے تنگ ہونے کے توسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا ہے اور ہوتا جائے گا۔ جوں جوں بیوپاریوں کو بنکوں سے حاصل کردہ سودی قرضہ سے بے اندازہ منافع کے رستے نظر آئیں گے اور انہیں میں سے غلہ کی ذخیرہ اندوزی کا کاروبار تو ایسا نفع بخش ہے کہ ایک ہی سال کے چکر میں روپیہ دوگنا ہو جانا معمولی بات ہے، تو ایسے کاروبار کی طرف رغبت یقیناً بڑھے گی اور اناج کی قیمتوں میں اضافہ ناگزیر ہوتا چلا جائے گا!!

گویا اناج کی گرانی یا قلت کا مسئلہ صرف امسال کا مسئلہ نہیں بلکہ اسی قسم کی صورت حال آئندہ سالوں میں بھی متوقع ہے۔ سوائے اس کے کہ حکومت ہمت کر کے کسی طور پر سودی لین دین میں اس کا سدباب کرے خواہ ایسی ہدایات جاری کر کے کہ اناج کی خرید و فروخت کے لئے یا غلہ کے گوداموں کی تحویل پر بنکوں سے قرضہ نہ دیا جائے تو شاید ناواجب گرانی کا مسئلہ حل ہو جائے۔

اب جہاں تک ملک میں غلہ کی فوری ضرورت پورا کرنے کا سوال ہے وہ تو بنکوں کی تحویل میں دیئے گئے غلہ کے گوداموں کو حکومت کی طرف سے اپنے قبضہ میں لے کر اس کی منصفانہ تقسیم کے ساتھ حل ہو سکتا ہے۔ چنانچہ خوشی کی بات ہے۔ پنجاب میں اور اس کے بعد یوپی میں بھی اس قسم کے عملی قدم اٹھاتے ہوئے بعض مقامات پر حکومت نے بعض ذخیروں کو اپنی تحویل میں لے لیا ہے اور بڑے بڑے شہروں اور قصبوں میں چھپائے ہوئے اناج کی تلاش میں اچانک چھاپے مار کر ہزاروں من چھپا ہوا اناج برآمد کیا جانے لگا ہے۔ اگر اسی طرح سب جگہ مضبوط پالیسی پر عمل کیا گیا تو امید ہے کہ غلہ کی یہ مصنوعی قلت بھی جلد دور ہو جائے گی!!

غذائی بحران کے بعض عجیب حل

ملک کے غذائی بحران کو دور کرنے کے لئے بعض عجیب عجیب حل بھی سننے میں آ رہے ہیں ایک تو وہی پرانا حل ہے کہ برتھ کنٹرول کیا جائے نہ زیادہ تعداد میں بچے پیدا ہوں نہ ہی ان کی غذا کا مسئلہ اٹھے۔ اس کے بارہ میں پہلے بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ سردست یہی کافی ہے کہ یہ طریق غیر فطرتی ہے اور غیر فطرتی طریق نہ تو دیرپا ہوتا ہے اور نہ زیادہ سود مند۔ علاوہ ازیں جن حالات سیاسی کا ہمارے ملک کو اس وقت مقابلہ درپیش ہے اُن کے لحاظ سے بھی یہ ایک غیر دانشمندانہ طریق معلوم ہوتا ہے۔ جس کے نتائج گو فوری طور پر اس وقت ہمارے سامنے نہ آئیں مگر آج سے پندرہ بیس سال گزر جانے کے بعد ضرور ظاہر ہوں گے۔ جو شاید ہمارے ملک کے مستقبل کے لئے مفید نہ ہوں بہرحال یہ ایک ایسی بات ہے جس کا تجربہ حکومت کر رہی ہے دیکھیں اس کا یہ تجربہ کیا نتیجہ برآمد کرتا ہے!!

اس حل کے ساتھ ایک اور عجیب حل ہندو مہاسبھا کی طرف سے پیش کیا گیا ہے اُن کا کہنا ہے کہ:-

"اگر ہندوستان کے سارے مسلمانوں کو جن کی تعداد پانچ کروڑ یا اس سے زائد ہے پاکستان بھیج دیا جائے اور وہاں سے ۸۰ لاکھ ہندوؤں کو ہندوستان بلا لیا جائے تو ملک کا غذائی مسئلہ حل ہو جائے گا۔" (الجمعیۃ دہلی ۲۴/۹/۶۴)

بیگے سے

فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

ہندو مہاسبھا کو موقعہ بے موقعہ فرقہ واریت کی بنیادوں پر ملک کے حزن امن کو برباد کرنے کا شغل چاہیئے سوا اس نے اس سنجیدہ مسئلہ کا حل بھی زبانی مشورہ ہی۔

خطبہ جمعہ

خوف و طمع کے اشتراک سے ایک طرف شدید بیداری اور دوسری طرف انتہائی قربانی کی توفیق ملتی ہے

اگر حقیقی مومن بننا چاہتے ہو تو ان دونوں حالتوں کے درمیان زندگی بسر کرو

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۳۱ مارچ ۱۹۵۰ء بمقام ربوہ

سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیت کریمہ کی تلاوت کی:-

تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفاً و طمعاً و مما رزقنٰھم ینفقون۔ (السجدہ ع ۲)

اس کے بعد فرمایا:-

ہر شخص کے اندر اس کی

ذمہ واری کے مطابق بیداری

پیدا ہوتی ہے اور اس کی بیداری سے ہی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسے اپنی ذمہ واری کا کتنا احساس ہے۔ قرآن کریم کے متعدد مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی کامیاب زندگی خوف اور رجاء پر مبنی ہے یعنی اس کے دماغ پر یکساں طور پر خوف اور رجاء کے دونوں پہلو غالب ہوتے ہیں۔ اسے خوف اپنی کمزوری کی وجہ سے ہوتا ہے اور امید خدا تعالیٰ کے فضلوں اور وعدوں اور طاقتوں کی وجہ سے ہوتی ہے وہ ڈرتا ہے کہ اس کی کمزوری اور سستی کہیں اسے تباہ نہ کر دے اور وہ امید رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور طاقت اسے ابھار تے رہیں گے اور وہ ڈوبنے نہیں دیں گے۔ مگر جس طرح ہر چیز کا سایہ ہوتا ہے اور ہر فعل کا ایک نتیجہ ہوتا ہے اسی طرح

خوف اور رجاء

بھی اپنے ساتھ اثر رکھتے ہیں۔ دنیا میں عادی افعال کے سوا جن کی درحقیقت کوئی بھی قیمت نہیں ہوتی۔ باقی جتنی چیزیں ہیں وہ ساری کی ساری نتیجہ خیز اور اپنے اندر کوئی نہ کوئی اثر رکھتی ہیں عادی افعال یا تو غیر طبعی عادات ہوتی ہیں یا طبعی افعال ہوتے ہیں اور طبعی افعال [illegible] جہاں تک ثواب کا تعلق ہے کوئی قیمت نہیں رکھتے۔ ہم سانس لیتے ہیں اور ہمیں اس کا کچھ احساس معلوم نہیں ہوتا۔ دل دھڑکتا ہے اور ہمیں کوئی احساس نہیں ہوتا۔ کان سے ہم سنتے ہیں اور ہم کوئی نئی کیفیت محسوس نہیں کرتے ہیں

طبعی افعال

ہیں جن کے بدلہ میں ہم خدا تعالیٰ سے کسی ثواب کے امیدوار نہیں ہو سکتے۔ ہم کوئی حق نہیں رکھتے کہ خدا تعالیٰ سے کہیں کہ ہم نے کان سے سنا ہے۔ ہمیں اس کے بدلہ میں کیا جزا ملے گی۔ ہمارا دل دھڑکتا ہے اس کا ہمیں کیا ثواب ملے گا۔ ہم سانس لیتے ہیں ہمیں اس کا کیا انعام ملے گا۔ اسی طرح غیر طبعی عادات بھی بیکار ہوتی ہیں۔ بعض لوگوں کو اپنے کسی عضو کے ہلانے کی عادت ہوتی ہے کوئی اپنا کندھا ہلاتا ہے اور کوئی آنکھیں مارتا ہے۔ یہ عادتیں یونہی پیدا نہیں ہو جاتیں۔ ان کا بھی کچھ نہ کچھ سبب ہوتا ہے۔ لیکن اس کے بیان کرنے کا نہ یہ موقعہ ہے اور نہ اس کی ضرورت ہے۔ بہر حال بعض لوگ بعض حرکات عادت کے طور پر کرتے ہیں اور ان کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ سے کسی انعام کے امیدوار نہیں ہوتے ہیں

غیر طبعی عادتیں

ہوتی ہیں۔ اور جو غیر طبعی عادتیں ہوں۔ ان پر سزا بھی کوئی نہیں۔ اور ان کے بدلہ میں انعام بھی کوئی نہیں۔ اور ان کے سوا باقی جتنی چیزیں ہوتی ہیں وہ کوئی نہ کوئی اثر انسان پر چھوڑ جاتی ہیں اور ان کی وجہ سے کوئی نہ کوئی تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے کبھی افکار کے ہیجان میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے کبھی دلی جذبات میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے اور کبھی مادی طور پر اس دنیا میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے مثلاً کوئی شخص ایسی جگہ پر بیٹھا ہے جہاں کوئی اینٹ اٹھی ہوئی ہے۔ یا کوئی روڑا پڑا ہوا ہے۔ اور اسے تکلیف محسوس ہوتی ہے تو اس کے مقابل پر وہ اگر کوئی حرکت کرے گا تو وہ حرکت اس کے ساتھ تعلق رکھے گی مثلاً اینٹ اٹھی ہوئی ہے تو وہ اس طرح بیٹھ جائے گا کہ اینٹ کا ہر حصہ ابھرا ہوا ہے وہ اس کے جسم کے اٹھے ہوئے حصہ کی طرف ہو جائے اور اس جگہ سے ذرا ہٹ کر بیٹھ جائے گا یا ہاتھ مار کر اس اینٹ یا روڑے کو ہٹا دے گا۔ غرض ہر حرکت خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی کا نتیجہ خیز ہوتی ہے۔ اس طرح طمع اور خوف بھی انسان کے اندر ایک تبدیلی پیدا کر دیتے ہیں۔ خوف آنے پر انسان کے اندر بیداری پیدا ہو گی۔ مثلاً ایک انسان جنگل میں چل رہا ہوتا ہے اسے خطرہ ہوتا ہے کہ کہیں شیر یا چیتا یا کوئی اور موذی جانور کھڑا ہو تو فوراً ہی اس کے اندر ایک بیداری پیدا ہو جاتی ہے اور وہ ہوشیار ہو جاتا ہے۔ اس پر

خوف کے آثار

پائے جاتے ہیں وہ سر کھٹکے پر کبھی دائیں اور بائیں اور کبھی پیچھے مڑ کر دیکھے گا اور کبھی آگے تیز نظروں سے دیکھتا جائے گا۔ اور اگر کوئی ٹہنی ہوتی ہلتی بھی اس کی طرف جھکے گی تو چونکہ شیر چیتے یا کسی اور موذی جانور کا خیال ہے وہ کود کر آگے چلا جائے گا یا کسی شخص کو یہ خیال ہے کہ دشمن اس کا تعاقب کر رہا ہے تو وہ دوڑتے وقت مڑ مڑ کر اپنے پیچھے دیکھتا جائے گا۔ یا وہ خیال کرتا ہے کہ اس کے قریب کوئی سانپ ہے تو وہ بجائے آسمان کی طرف یا اپنے دائیں اور بائیں دیکھنے کے بار بار اپنے پاؤں کی طرف دیکھے گا۔ غرض خوف انسان سے اپنے درجہ کے مطابق حرکت کرائے گا۔ اگر اسے یہ خوف ہے کہ اس کے پیچھے دشمن آ رہا ہے تو وہ مڑ مڑ کر پیچھے دیکھے گا۔ اگر کوئی شیر یا کسی اور موذی جانور کا خوف ہے تو وہ جنگل میں چلتا ہوا چاروں طرف نظر مارتا جائے گا۔ غرض ہر خوف اپنے ساتھ ایک خاص قسم کی حرکت پیدا کرتا ہے۔ یہی امید کا حال ہے ماں کو بچے کے آنے کی خبر ملتی ہے تو وہ رات کا بیداری میں کاٹتی ہے۔ بلکہ جب ہوا چل رہی ہوتی ہے دروازوں کی کنڈیاں ڈھیلی ہوتی ہیں اور وہ ہوا کھٹ کھٹ کی آواز دیتی ہیں یا محلہ کے سارے دروازے اسی قسم کی آواز دیتے ہیں مگر یہ ماں جو بچہ کے انتظار میں بیٹھی ہوئی ہوتی ہے۔ جب وہ اس آواز کو سنتی ہے تو بے اختیار کہہ اٹھتی ہے اچھا بیٹا آ گیا۔ وہ یہ کہتے ہوئے تیزی سے دروازے پر پہنچتی ہے مگر وہاں کچھ بھی نہیں ہوتا گویا طمع بھی منتظر کے لحاظ سے ایک خاص قسم کا تغیر پیدا کرتا ہے۔ پھر امید کی

کئی قسم کی قربانیاں

پیدا کرتی ہیں۔ مثلاً کسی انسان کے دل میں اگر ڈاکہ پڑنے کا خیال آتا ہے تو یہ خوف والی بات ہے جب کوئی شخص یہ سنے گا کہ ڈاکہ پڑنے والا ہے اور شاید ڈاکہ اس کے گھر پر ہی پڑے گا تو وہ بے فکر ہو کر لیٹے لیٹانے نہیں لگ جائے گا بلکہ وہ چوکس ہو جاتا ہے اور سامان جنگ جمع کرتا ہے۔ اور اگر کسی کو یہ امید ہو کہ اس کے ہاں کوئی مہمان آنے والا ہے تو وہ اس کے لئے کھانا تیار کروا تا ہے وہ سمجھتا ہے کہ مہمان آئے گا تو اسے کھانا دینے لگے جائیں گے مٹھائی اور پھل پیش کریں گے لیکن خوف کے لئے ہم بگو گے اور ہوشیار ہو گئے۔ یہی مضمون ہے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیدی طور پر بیان کیا ہے اس آیت کریمہ میں بیان کیا گیا ہے جو آپ نے ابھی پڑھی ہے۔ تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفاً و طمعاً و مما رزقنٰھم ینفقون۔

قرآن کریم کا کمال

ہے کہ وہ مضامین کو ایسے نئے نئے طریق سے بیان کرتا ہے کہ انسانی عقل حیران رہ جاتی ہے۔ اس آیت کا نقطہ مرکزی خوفاً و طمعاً ہے کہ خدا تعالیٰ نے مومن کا تعلق خوف اور طمع پر مبنی بتایا ہے۔ اس چیز کی طرف توجہ دلانے کے لئے بعض علامات کی طرف توجہ دلانے کی بھی ضرورت تھی یعنی خوف اور طمع سے کیا کیا نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ اس کا یہ طریق بھی تھا کہ ان دونوں کو اکٹھا بیان کر کے بعد میں ان کے نتائج بیان کر دیئے جاتے اور ایک طریق یہ تھا کہ پہلے ایک موجب کی مثال بیان کی جاتی اور پھر دوسرا موجب اور اس کی مثال بیان کی جاتی۔ اور تیسرا طریق یہ تھا کہ موجبات تو اکٹھے رہتے لیکن مثالیں ان موجبات کے ترتیب کو مدنظر رکھ کر بیان کی جاتیں۔ مثلاً ایک طریق یہ تھا کہ خوفاً اور

طمعاً کو آخر میں بیان کرنے کے بعد وہ نوا بگی مثالیں بیان کر دی جاتیں۔ اور ایک طریق یہ تھا کہ خوفاً کے بعد خوفاً کی مثال بیان کر دی جاتی اور طمعاً کے بعد طمعاً کی مثال بیان کر دی جاتی۔ اور تیسرا طریق یہ تھا کہ خوفاً اور طمعاً کے بعد ترتیب کو مدنظر رکھتے ہوئے پہلے طمع کی مثال بیان کی جاتی اور پھر خوف کی مثال بیان کی جاتی۔ قرآن کریم نے ان اسالیب کو متعدد جگہوں پر اختیار کیا ہے۔ لیکن اس جگہ ایک اور اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔ اور وہ یہ کہ موجبات کو اکٹھا بیان کیا ہے مگر ان کے اثرات کو الگ الگ بیان کیا ہے۔ خوف کے اثر کو پہلے بیان کیا گیا ہے کیونکہ موجبات میں سے خوف کا لفظ پہلے تھا اور طمع کے اثر کو بعد میں بیان کیا گیا ہے کیونکہ طمع کا لفظ خوف کے بعد استعمال ہوا تھا۔ اسی طرح موجبات کو اکٹھا بھی کر دیا ہے۔ لیکن ہر موجب کا نتیجہ اس کے ساتھ بیان ہو گیا ہے جو

نہایت لطیف صنعت

ہے۔

چنانچہ فرماتا ہے تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفاً ان کے پہلو اپنے بستروں سے جدا رہتے ہیں وہ اپنے رب کو خوف کی وجہ سے پکارتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں اے خدا ہمیں خطرہ درپیش ہے تو ہماری مدد فرما۔ اس کے بعد طمعاً آتا ہے اور اس کے بعد اس کے نتیجہ کو بیان کر دیا گیا ہے۔ جو مما رزقناھم ینفقون یعنی امید کی صورت میں وہ اپنے اموال آئندہ نفع کے خیال سے خرچ کرتے ہیں۔ گویا موجبات تو دونوں اکٹھے ہیں لیکن ان کے اثرات الگ الگ بیان کر دیئے گئے ہیں جیسا کہ میں نے بتایا ہے جب تمہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا بچہ آرہا ہے تو تم صرف جاگتے ہی نہیں بلکہ اس کے لئے کھانا بھی تیار کرتے ہو۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ لوگ اپنے رب کو طمع کے ساتھ پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں یعنی جس طرح ماں باپ اپنے بچے کی آمد پر اس کی آمد سے پہلے خرچ کرتے ہیں۔ اسی طرح وہ لوگ بھی خرچ کرتے ہیں۔ گویا پہلی حالت کے نتیجہ میں ان کی راتیں بیداری میں کٹتی ہیں اور دوسری حالت کے نتیجہ میں ان کے دن اخراجات میں صرف ہوتے ہیں۔ خوف

شب بیداری

کی طرف توجہ دلاتا ہے اور طمع دن کے وقت خرچ کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ زمیندار اپنے قیمتی دانے اس لئے کھیت میں ڈالتا ہے کہ اسے یہ طمع ہوتا ہے کہ وہ دانے اگیں گے اور غلہ پیدا ہو گا۔ طالب علم دن کو درس کو جاتا

یہ اس امید میں کہ وہ امتحان میں پاس ہو گا اور اچھی زندگی گزار سکے گا تجربہ کار ہو جاتا ہے ملازم دفتر جاتا ہے اور صناع کارخانہ میں جاتا ہے اس لئے کہ اس کا کوئی اچھا نتیجہ نکلنے کی اسے امید ہوتی ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ عباد الرحمٰن کی یہ صفت بیان فرماتا ہے کہ تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع ان کے پہلو بستروں سے جدا ہوتے ہیں۔ یدعون ربھم خوفاً وہ اللہ تعالیٰ کو اس خوف کی وجہ سے پکارتے ہیں کہ کہیں شیطان اور اس کے اظلال ڈاکہ مار کر ان کے ایمان کو خراب نہ کر دیں وطمعاً مگر ان سے اللہ تعالیٰ کے دو رشتے ہوتے ہیں۔ ایک مالک یوم الدین ہونے کا اور ایک رحیم ہونے کا۔ مالک یوم الدین ہونے کے لحاظ سے ان پر خوف کا پہلو غالب ہوتا ہے اور ربوبیت کے لحاظ سے اس کا رشتہ ماں باپ سے بھی زیادہ محبت اور پیار کا ہوتا ہے۔ ربوبیت کے رشتہ کے لحاظ سے وہ خوب خرچ کرتے ہیں۔ جیسے بیٹا جب اپنی ماں یا باپ کو لکھتا ہے کہ آپ سے ملنے آ رہا ہوں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم آ رہے ہیں تو وہ جھٹ ان کے کھانے وغیرہ کے لئے تیاری شروع کر دیتا ہے یہ دونوں چیزیں یعنی خوف اور طمع ایسی ہیں جن کے ذریعہ انسان اپنے

ماحول کا جائزہ

لے سکتا ہے۔ ہماری جماعت جو اس بات کی مدعی ہے کہ وہ ایک مامور اور مرسل کی جماعت ہے۔ اس میں دونوں چیزیں پائی جانی ضروری ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ہماری جماعت میں یہ دونوں چیزیں نہیں پائی جاتیں۔ یہ دونوں چیزیں ہماری جماعت میں پائی جاتی ہیں۔ مگر بہت سے لوگوں میں غلط طور پر پائی جاتی ہیں۔ ہماری جماعت میں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جن کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے کہ

تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفاً وطمعاً و مما رزقناھم ینفقون

لیکن ابھی کچھ جماعت اس آیت کے ایک حصہ کی مصداق بنی ہوئی ہے۔ کچھ جماعت دوسرے حصہ کی مصداق بنی ہوئی ہے۔ کچھ جماعت کو میں دیکھتا ہوں کہ وہ خوفاً کی مثال ہیں۔ ذرا خوف کی حالت پیدا ہو جائے تو کانپنے لگ جاتے ہیں کہ نہ معلوم اب کیا ہو جائے گا۔ کچھ جماعت غلط امیدوں پر سو رہی ہے کہ وہ سمجھتی ہے کہ اسلام کو پھیلانا اللہ تعالیٰ کا اپنا کام ہے وہ خود کرے گا ہمیں فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ ایک لطیفہ مشہور ہے کہ ایک شخص جو حاجی تھے جو عالم بھی تھے۔ اور انہیں مذاق کی بھی عادت تھی۔ وہ کہیں جاتے ہوئے

رستہ میں ایک گاؤں میں ٹھہر گئے۔ گاؤں کے لوگوں نے ان سے کہا کہ نماز جمعہ پڑھاؤ انہوں نے انکار کیا۔ مگر لوگوں نے اصرار کیا۔ اور آخر وہ مان گئے۔ مگر ان کا جی نہیں چاہتا تھا۔ جب وہ خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے تو انہوں نے کہا۔ اے لوگو بتاؤ کیا تمہیں پتہ ہے کہ میں نے آج کیا کہنا ہے سب نے کہا نہیں ہمیں کچھ پتہ نہیں۔ انہوں نے کہا اگر تمہیں پتہ ہی نہیں کہ میں نے کیا کہنا ہے تو میں تمہیں بتاؤں کیا۔ اور یہ کہہ کر منبر سے اُتر آئے۔ دوسرے جمعہ پر گاؤں والوں نے پھر اصرار کیا کہ وہ نماز جمعہ پڑھائیں اور انہوں نے آپس میں یہ مشورہ کیا کہ اگر اب کے مولوی صاحب پوچھیں کہ کیا تمہیں پتہ ہے کہ میں نے کیا کہنا ہے تمہیں اس کا علم ہے تو سب لوگ کہیں کہ ہاں ہمیں علم ہے۔ جب وہ مولوی صاحب کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا اے لوگو بتاؤ کیا تمہیں پتہ ہے کہ میں نے کیا کہنا ہے اس پر سب نے کہا ہاں ہمیں پتہ ہے آپ نے کیا کہنا ہے۔ مولوی صاحب نے کہا۔ اگر تمہیں پتہ ہے کہ میں نے کیا کہنا ہے۔ تو پھر مجھے

بتانے کی ضرورت ہی کیا ہے

یہ کہہ کر وہ پھر منبر سے اُتر آئے۔ مولوی صاحب کا قیام اس گاؤں میں کچھ لمبا ہو گیا اور تیسرا جمعہ بھی وہیں آ گیا۔ گاؤں والوں نے پھر مشورہ کیا کہ ہم نے ان کا خطبہ ضرور سننا ہے۔ اب کے انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ اگر مولوی صاحب یہ پوچھیں کہ کیا تمہیں پتہ ہے کہ میں نے کیا کہنا ہے تو کچھ لوگ کہہ دیں کہ ہاں اور کچھ کہہ دیں کہ نہیں جب مولوی صاحب نے کھڑے ہو کر سوال کیا کہ کیا تمہیں پتہ ہے کہ میں نے کیا کہنا ہے تو ایک طرف سے آواز آئی ہاں اور دوسری طرف سے آواز آئی کہ نہیں۔ مولوی صاحب نے کہا جن لوگوں نے ہاں کہا ہے وہ ان کو بتا دیں جنہوں نے نہیں کہا ہے۔ یہ چٹکلہ ہے تو لطیفہ مگر اس میں ایک سبق بھی ہے۔ اور میں بھی اپنی جماعت کے ایک حصہ سے جو خوف کی مرض میں مبتلا رہتا ہے۔ کہتا ہوں اپنے خوف کا کچھ حصہ امیدوں کی جنت میں بسنے والوں کو دے دو۔ اور جو امیدوں کی جنت میں بسنے والے ہیں ان سے کہتا ہوں کہ وہ اپنی کچھ امیدیں خوف سے ڈرنے والوں کو دے دیں تا دونوں کا ایمان درست ہو جائے۔ قرآن کریم کہتا ہے

مومنوں کی علامت

یہ ہے کہ تتجافیٰ جنوبھم عن المضاجع یدعون ربھم خوفاً وطمعاً و مما رزقناھم ینفقون۔

مومن خوف و طمع کے درمیان زندگی بسر کرتا ہے۔ نہ ڈر ہے اس کی جان نکلتی ہے

اور نہ امیدوں سے اس کے دل میں سستی پیدا ہوتی ہے۔ بلکہ طمع۔ قربانی اور خوف بیداری پیدا کرتا ہے۔ اور وہ خوف سے چونکا

طمع کے ساتھ ملا ہوا ہو۔ بزدل پیدا کر دیتا ہے جس شخص کے گھر ڈاکہ پڑنے والا ہو۔ اور اسے یہ امید ہو کہ وہ ڈاکوؤں کو شکست دے دے گا۔ وہ بیدار ہوتا ہے۔ ہوشیار ہوتا ہے اور سامان جمع کرتا ہے۔ مگر گھر چھوڑ کر بھاگ نہیں جایا کرتا لیکن جس کو طمع نہیں ہوتا وہ گھر چھوڑ کر بھاگ جایا کرتا ہے اور بزدلی دکھاتا ہے۔ اسی طرح جس میں طمع ہوتا ہے مگر ساتھ خوف بھی۔ وہ قربانی کرتا ہے اور جس کو

طمع کے ساتھ خوف

نہیں ہوتا وہ سست ہو جاتا ہے اور اپنا کام دوسروں کے حوالے کر دیتا ہے

غرض خوف و طمع اگر دونوں اکٹھے ہوں گے تو ایک طرف شدید بیداری ہو گی اور دوسری طرف انتہائی قربانی ہو گی جس شخص کو یہ امید ہو کہ مجھے ایک کے بدلہ میں دس ملیں گے۔ وہ ایک کے خرچ کرنے میں دریغ نہیں کرے گا۔ وہ تو سمجھے گا کہ چلو اسے پھینکو اس کے بدلے میں دس ملیں گے۔ گویا امید کے ساتھ قربانی اور خوف کے ساتھ لازمی بیداری پیدا ہوتی ہے۔

ہماری جماعت

میں ایک حصہ ایسا ہے جس میں خوف ہی خوف پایا جاتا ہے۔ اسے کبھی یہ خیال نہیں آتا کہ خدا تعالیٰ بھی آسمان پر موجود ہے۔ اسے صرف یہی لوگ نظر آتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نظر نہیں آتا۔ اور دوسرا فریق ایسا ہے کہ اس کے اندر خوف ہے ہی نہیں وہ صرف جھوٹی امیدوں سے متوالا ہو کر خواب غفلت میں پڑا ہوتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ یہ

خدا تعالیٰ کا کام

ہے وہ خود کرے گا۔ ہمیں اس کے لئے فکر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ جیسے کسی نے کہا ہے کہ

عجب طرح کی ہوئی فراغت
گدھوں پہ ڈالا جو بار اپنا

وہ بھی خدا تعالیٰ پر سب بار ڈال دیتا ہے۔ اور خود بے فکر ہو کر بیٹھ رہتا ہے یہ طمع نہیں۔ اسلام جو طمع سکھاتا ہے۔ وہ بخل پیدا نہیں کرتا۔ اس کے بعد کام کرنے اور خرچ کرنے کے ہوتے ہیں اور اسلام جو خوف سکھاتا ہے اس کے معنے بیداری کے ہیں بزدلی کے نہیں۔ یہ دونوں چیزیں جب تک کسی شخص کے اندر پیدا نہ ہوں۔ اس پر مومنوں والی حالت نہیں آتی۔ تم

ہزار دفعہ اپنے آپ کو مومن کہہ لو۔ اور کروڑ دفعہ تم کسی عیسائی کو کافر کہہ لو۔ تم احمدی نہیں ہو گئے۔ خدا تعالےٰ کے سامنے تمہیں

احمدیت کا تاج

نہیں ملے گا لیکن اگر تمہارا عمل ان علامتوں کا مرکب ہو گا۔ تو تم خدا تعالےٰ سے حقیقی نتیجے پاؤ گے۔ تمہارا خوف خدا تعالےٰ سے یہ ستائش حاصل کرے گا کہ تم نے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھا۔ اور خدا تعالےٰ کے دین کو بچانے کے لئے چوکس رہے اور تمہارا طمع خدا تعالےٰ سے انعام حاصل کرے گا۔ کہ جیسی اس کی آمد کی تمہیں امید تھی۔ اور تم نے اس کے استقبال کے لئے اپنا مال خرچ کیا۔ خدا تعالےٰ کے کھانا ثابت نہیں۔ اس کا دین کھانا ثابت ہے۔ جب خدا تعالےٰ کے لئے کسی قربانی کا ذکر آتا ہے تو اس سے مراد اس کے

غریب بندوں پر خرچ کرنا

ہوتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ خدا تعالےٰ اپنے مومن بندوں سے قیامت کے دن کہے گا کہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ اس پر مومن بندے گھبرا کر کہیں گے کہ اے خدا تو کہاں اور ہم کہاں۔ ہم میں طاقت کہاں تھی کہ تجھے کھلاتے۔ خدا تعالےٰ انکے جواب میں کہے گا جب میرا کوئی غریب بندہ اس حالت میں تمہارے پاس آیا کہ وہ بھوکا تھا۔ اور تم نے اسے کھانا کھلایا۔ تو گویا تم نے مجھے ہی کھانا کھلایا۔ یہ وہ اصول ہے جو دنیا کو اس مقام پر لانے والا ہے جہاں ہر غریب کی غربت دور ہو جائے۔ اگر دنیا اس مقام پر آجائے کہ سارے بندے امن سے رہنے لگ جائیں تو یہ

ایمان کا مقام

ہو گا۔ لیکن وہ شخص جو صرف اپنی فکر کرتا ہے وہ ہرگز طمع والا نہیں کہلا سکتا۔ وہ خدا تعالےٰ سے کوئی امید نہیں رکھتا۔ اگر وہ خدا تعالےٰ سے امید رکھتا تو وہ اس کی راہ میں خرچ کرنے سے دریغ کیوں کرتا۔ اس کا صرف اپنے لئے ہی کوشش کرنے کے یہ معنے ہیں کہ اسے خدا تعالےٰ سے کوئی امید نہیں۔ اگر اسے خدا تعالےٰ سے کچھ امید ہوتی تو وہ قربانی کرنے سے ہرگز دریغ نہ کرتا۔

غرض جیسا کہ میں نے کہا ہے اس مطلب کا پچھلا حصہ میں اختیار کرتا ہوں میں کہتا ہوں کہ

اے خوف والو

تم اپنے خوف میں سے کچھ حصہ طمع والوں کو دے دو اور ان سے طمع لے لو۔ اور اے طمع والو تم اپنے طمع میں سے کچھ خوف والوں کو دے دو۔ اور ان سے خوف لے لو۔ ایمان خوف اور طمع کے اشتراک کا نام ہے اور ان دونوں کے اشتراک سے یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ ایک طرف انسان خطرہ کو بھانپتا ہے۔ اور اس کے لئے تیاری کرتا ہے تو دوسری طرف فتح اور کامیابی کی طمع اور امید رکھتا ہے اور ان کے نتیجہ میں وہ

خدا تعالےٰ کے رستہ میں خرچ

کرتا ہے۔ یہ دونوں چیزیں مومن کی علامتیں ہیں جس شخص میں یہ دونوں علامتیں نہیں پائی جاتیں۔ اس کا اپنے آپ کو مومن کہنا بالکل بے کار اور فضول ہے۔

تفسیر نویسی کے مقابلہ کا چیلنج منظور

ایڈیٹر صاحب "پیغام صلح" کے مضمون کا جواب

محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل ربوہ

اخبار "پیغام صلح" لاہور میں جناب شیخ مصری صاحب کے بعض ناقابل التفات طویل طویل مضمون شائع ہوئے مصری صاحب کی پیٹھ ٹھونکتے ہوئے ایڈیٹر صاحب اخبار مذکور نے بھی ایک مقالہ افتتاحیہ لکھ دیا۔ اس مقالہ کا جو مدلل اور پُر لطف جواب محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل نے الفضل کے ذریعہ دیا احباب کی دلچسپی کے لئے درج ذیل ہے:۔

سراسر غلط بنیاد

جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح اپنے تازہ مقالہ افتتاحیہ زیر عنوان "تفسیر نویسی کے مقابلہ کا چیلنج" کا آغاز کرتے ہیں کہ:۔

"پیغام صلح کی ایک سابقہ اشاعت میں محترم شیخ عبد الرحمن صاحب مصری نے خلیفہ صاحب ربوہ کی سات ذلتوں کا ذکر کیا تھا جو انہیں دعوےٰ ماموریت کے بعد پے در پے نصیب ہوئی ہیں"۔

(پیغام صلح ۲ ستمبر)

اگر یہ بیان شیخ مصری صاحب کا ہے تب بھی غلط ہے۔ اور اگر جناب ایڈیٹر صاحب کا ہے تب بھی سراسر بے بنیاد ہے۔ مصری صاحب کی "سات ذلتوں" پر نظر کرنے سے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ سارے مضمون کی بنیاد ہی غلط بیانی پر رکھی گئی ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے کبھی بھی دعوےٰ ماموریت نہیں کیا۔ بلکہ آپ نے مامور ہونے سے صریح طور پر انکار فرمایا ہے۔ جماعت احمدیہ آپ کو ہرگز مامور نہیں مانتی۔ آپ موعود خلیفہ ضرور ہیں مامور بالکل نہیں پس مصری صاحب اور مدیر صاحب

پیغام صلح ہر دو نے اپنے بیان میں ایک غلط بنیاد پر عمارت تعمیر کی ہے حالانکہ غلط بنیاد پر کبھی صحیح عمارت نہیں بن سکتی ؎

خشتِ اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

تفسیر نویسی کا مقابلہ

مدیر صاحب پیغام صلح نے لکھا ہے کہ چاہیئے تھا کہ ان "ساتوں" کا ایک ایک کر کے جواب دیا جاتا"۔ اس لئے ہم مضمون میں قدماوار ان "ساتوں" پر تبصرہ کریں گے۔ انشاء اللہ۔ مگر چونکہ تفسیر نویسی کے مقابلہ پر الفضل اور پیغام صلح میں بات چل پڑی ہے۔ اور مدیر پیغام صلح نے اپنے تازہ افتتاحیہ کا عنوان بھی "تفسیر نویسی کے مقابلہ کا چیلنج" قرار دیا ہے۔ اس لئے ہم سب سے پہلے اسی کا تذکرہ کرتے ہیں۔ جناب مدیر صاحب پیغام لکھتے ہیں کہ:۔

"خلیفہ صاحب نے لاہور میں مصلح موعود ہونے کا دعوےٰ کرتے ہوئے ساری دنیا کو چیلنج دیا کہ جو کوئی چاہے قرآن کریم کے جس مقام کو چاہے چُن لے اور اس کے متعلق تفسیر نویسی میں مجھ سے مقابلہ کرے۔ اس پر حضرت مولانا محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور محترم شیخ عبد الرحمن صاحب مصری نے ان کے چیلنج کو منظور کرتے ہوئے جب بالمقابل تفسیر نویسی کے لئے بلایا تو ایسی چپ سادھی کہ آج تک صدائے برنخاست کا معاملہ ہے"۔

(پیغام صلح ۲ ستمبر ۱۹۶۴ء)

اس بیان کے بعد مدیر صاحب موصوف نے جناب مولوی محمد علی صاحب مرحوم کے انگریزی ترجمۃ القرآن اور ان کی اردو میں تفسیر بیان القرآن کی تعریف میں نصف کالم بھر دیا ہے مگر جناب مصری صاحب کا کسی تفسیر کا ذکر نہیں فرمایا۔ نیز مدیر صاحب نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی تفسیر کبیر کے بارے میں نہایت سادگی سے فرمایا ہے کہ

"وہ سوائے طول نویسی کے اور کیا ہے"؟

تفسیر کبیر اور بیان القرآن کے موازنہ کے لئے طریق فیصلہ

میں ایڈیٹر صاحب پیغام صلح کے چیلنج تفسیر نویسی پر پرانی باتوں کو دہرانے کی چنداں ضرورت نہیں سمجھتا۔ اخبارات و رسائل سلسلہ کے اوراق میں سب باتیں محفوظ ہیں ساری دنیا جانتی ہے کہ کون خاموش رہا۔ اور کس نے کیسی سادہ طول تھی۔ اور یہ سب پڑھے لکھے لوگ جانتے ہیں تفسیر کبیر اور بیان القرآن میں کیا نسبت ہے۔ اس بحث کو طول دینے کی چنداں ضرورت نہیں۔ جناب مولوی محمد علی صاحب وفات پا گئے ہیں۔ ان کے بارے میں بلا ضرورت کچھ لکھنا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

ہاں غیر مبائع دوستوں کے سامنے فیصلہ کی ایک آسان صورت پیش کرتا ہوں امید ہے کہ جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح اس پر غور فرمائیں گے۔ اور وہ صورت یہ ہے کہ قرآن مجید کی سورۃ الکہف کو زمانہ حاضرہ کے ساتھ خاص تعلق ہے جناب مولوی محمد علی صاحب نے بھی اپنی تفسیر میں سورہ الکہف کی تفسیر درج فرمائی ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے بھی تفسیر کبیر میں سورہ الکہف کی تفسیر شائع فرمائی ہے۔ تجویز یہ ہے کہ بیان القرآن اور تفسیر کبیر ہر دو سے سورۃ الکہف کی تفسیر فریقین کے خرچ پر مشترکہ طور پر شائع ہو جائے اور جملہ قارئین کرام کو دعوت دی جائے کہ وہ خدا ترسی سے کام لے کر دونوں تفسیروں کو پڑھ کر موازنہ کریں اور اندازہ لگائیں کہ کس تفسیر میں حقائق و معارف ہیں کونسی تفسیر روحانیت و علمی تحقیقات سے لبریز ہے اور کس کی تفسیر محض سابق مفسرین کی خوشہ چینی ہے؟ مجھے یقین ہے کہ اس موازنہ سے خود بخود کھل جائے گا کہ اللہ تعالےٰ کی تائید و نصرت کس کے ساتھ ہے۔ اور کسے آسمانی نوروں سے نوازا گیا ہے۔ یہ موازنہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے کسی قسم کی حالی جھگڑے اور دلآزاری کے بغیر ہو سکتا ہے سال ہا سال قبل یہ طریق فیصلہ ایک مرتبہ پہلے بھی پیش کیا گیا تھا کیا اب بھی ہمارے غیر مبائع بھائی اس طریق کو منظور فرمائیں گے۔

مصری صاحب کو عربی اور اردو میں تفسیر نویسی کی دعوت

باقی رہے مصری صاحب وہ کہتے ہیں

کہ وہ بھی تفسیر نویسی میں مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے آسان طریق یہ ہے کہ چونکہ خلافت ثانیہ سے علیحدگی کے بعد آج تک وہ غیر مشرعی ڈگر پر چل کر رہے ہیں اور قرآنی ہدایات کے صریح خلاف اشاعت فاحشہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اس لئے ان سے تفسیری مقابلہ کے لئے سورۂ نور کو تجویز کیا جاتا ہے۔ اس طرح تفسیری مقابلہ بھی ہو جائے گا۔ اور ان کے مسلک کی از رُوئے قرآن مجید تغلیط بھی ہو جائے گی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز خود تو بوجہ بیماری یہ مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ البتہ یہ خاکسار حضور کے ایک ادنیٰ خادم کے طور پر جناب شیخ مصری صاحب سے اس تفسیری مقابلہ کے لئے تیار ہے۔ وباللہ التوفیق۔ چاہیئے کہ خدا ترسی اور تقویٰ سے کام لیتے ہوئے شیخ صاحب اس مقابلہ کو قبول فرمالیں۔

میں شیخ صاحب موصوف کو دعوت دیتا ہوں کہ بہتر ہوگا کہ ہم دونوں اپنی اپنی جگہ پر سورۂ نور کی تفسیر عربی زبان میں لکھیں۔ اور پھر اسے مشترکہ طور پر شائع کر دیا جائے اس طرح اس روحانی اور علمی مقابلہ سے اہل علم کو فائدہ اٹھانے کا بخوبی موقعہ مل سکے گا۔

اگر آپ عربی زبان کی بجائے اردو زبان میں ہی تفسیر لکھنا پسند کریں تو مجھے یہ بھی منظور ہے۔ کیونکہ مقصود اظہار تفاخر نہیں۔ بلکہ صرف احقاق حق ہے مگر شرط وہی تقویٰ اور خدا ترسی کی ہے پھر مجھے یہ بھی منظور ہوگا کہ ہم دونوں اپنی اپنی جگہ سے سورۂ نور کی تفسیر لکھیں۔ اور یہ بھی منظور ہوگا کہ بالمقابل بیٹھ کر لکھیں۔ مگر صفحات یا الفاظ کی حد بندی ضروری ہوگی تاکہ کوئی شخص بلاوجہ اور بے ضرورت یونہی لکھتا نہ چلا جائے۔ بہرحال جو بھی صورت ہوگی فریقین کے لئے یکساں اور مساوی ہوگی۔

میں نے سورۂ نور کی تفسیر کے انتخاب کی وجہ بھی ذکر کر دی ہے امید ہے ہمارے غیر مبائع دوستوں کو اس سے اتفاق ہوگا یہ تجویز کسی نمائش یا علمی غرور کا نتیجہ نہیں اور نہ ہی اس سے کسی کا استخفاف مقصود ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم سے حقیقت احمدیت کے موقف کی بلندی و برتری کا اثبات مدنظر ہے۔ واللہ المستعان و المعین وھو خیر الراحمین

درخواست دعا

میری لڑکی امۃ الرشید بیگم بیمار ہے احباب سے درخواست ہے کہ بچی کی صحت کاملہ عاجلہ کیلئے دعا فرمائیں۔

محمد سلیمان منگل ٹاؤن شپ

بھوشیہ پُران پر ایک طائرانہ نظر

(بقیہ صفحہ اوّل)

"ساکا راجہ" کا جناب مسیح سے ملنا۔ آداب بجا لانا۔ ان کو جاگیر بخشنا۔ یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ ساکا تہذیب تمدن اور سیاست میں جناب مسیح کی رہنمائی کا بھی ضرور دخل تھا۔

محمد بن قاسم اور مسلمانوں کی فتوحات

بھوشیہ پران اس کے بعد کے سورت رشی درمیان کے بہت سے واقعات چھوڑ کر اسلامی عہد کا ذکر شروع کر دیتا ہے۔ وہ پہلے محمد بن قاسم کے سیاسی اقتدار کا ذکر کرتا ہے پھر مسلمانوں کا ان الفاظ میں تعارف کراتا ہے کہ وہ ختنہ کرائیں گے۔ داڑھی رکھیں گے۔ اونچی آواز سے بولیں گے (یعنی اذان دیں گے) اور سور کے علاوہ ہر قسم کے جانور کھائیں گے۔ اب یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اس برصغیر کے ایک حصہ پر "محمد بن قاسم" کا سیاسی اقتدار ایک ایسا انقلاب تھا۔ جس نے ہند و سندھ سماج اور ہندو دھرم میں ایک تہلکہ برپا کر دیا۔ یہ ایک ایسا انقلاب تھا جس کے آثار ایک ہزار سال کے بعد بھی برصغیر ہند و پاک کے چپے چپے پر نظر آ رہے ہیں۔ اس جگہ "سورت رشی" نے محمد بن قاسم کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ اگرچہ وید دھرم اچھا ہے۔ لیکن اس زمانے میں خدا نے مجھ کو اسلام کی اشاعت کا حکم دیا۔

امیر تیمور اور سلطنت دہلی کا ذکر

اس کے بعد اسی باب کے چھٹے ادھیائے میں سورت رشی امیر تیمور اور سلطنت دہلی کا ذکر کرتا ہے۔ تاریخ ہند کے جاننے والے جانتے ہیں کہ اس برصغیر میں امیر تیمور کی آمد بہت اہمیت رکھتی ہے۔ یہی دولت مغلیہ کا بانی ہے۔ ملکی نظم و نسق کی بہتری و شائستگی میں اس حکومت نے جو کردار ادا کیا۔ وہ مورخوں کی نظر سے مخفی نہیں اس جگہ سورت رشی نے امیر تیمور کے متعلق یہ بھی لکھا ہے کہ وہ برہمنوں کو بلا کر توحید کی دعوت دے گا۔ اور بت پرستی کی مذمت کرے گا۔ بت خانہ توڑ کر اس سے اپنے شاگرد کو تاریخ عالم کے متعلق درس لکھوا رہا ہو۔

یہ ظاہر ہے کہ "پرانوں" کے رشی بت پرستی کے زبردست حامی تھے اس لئے ان سے یہ امید نہیں کی جا سکتی کہ انہوں نے اسلام اور موحد مسلمانوں کے متعلق اچھی رائے کا اظہار کیا ہو۔

ہن دیش

بھوشیہ پران کے راوی نے ساکا راجہ اور جناب مسیح کی جائے ملاقات "ہن دیش" بتائی ہے "ہُن" وہ قوم ہے جس کے ہاتھوں اس برصغیر میں "گپت خاندان" کا زوال ہوا۔ یوں تو اس نے برصغیر پر باقاعدہ حملہ پانچویں صدی میں کیا۔ اور کل پچاس سال تک حکومت کی۔ لیکن یہ قوم کشمیر۔ پشاور اور پنجاب کی سرحدوں پر سینکڑوں سال قبل مسیح منڈلانے لگی تھی۔ اور بھوشیہ پران کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد مسیح میں یہ قوم کشمیر میں اس کثرت سے آباد ہو چکی تھی کہ ہمالہ کا یہ دیش "ہن دیش" کے نام سے موسوم ہو گیا۔

ہنوں اور بنی اسرائیل کی عادات

اس قوم کے متعلق مورخوں کی رائے اچھی نہیں۔ یہ جنگجو اور جفاکش ضرور تھے مگر حکمرانی کے اوصاف حمیدہ سے محروم تھے۔ ان کے قول و اقرار پر بھی اعتماد نہیں کیا جا سکتا تھا۔ یہ قوم مورخوں کی نظر میں ویسی ہی ہے۔ جیسے بنی اسرائیل قرآن مجید کی نظروں میں۔

کہتے ہیں کہ یہ لوگ ٹڈی دل کی طرح مشرق وسطیٰ سے نکل نکل کے آتے تھے۔ اور جہاں رہائش کے قابل جگہ ملتی وہاں آباد ہو جاتے تھے۔ مسئلہ آبادکاری کے لئے ایک مشکل مسئلہ تھا۔ حتیٰ کہ یہ اخیر میں اپنی یہی مشکل حل کرنے کے لئے ملک گیری پر اُتر آئے۔

ہنوں کے یہ عادات بنی اسرائیل کے ان دس قبائل کے حالات سے بہت ملتے جلتے ہیں۔ جنہیں بخت نصر سے پہلے شہنشاہ آشوریہ نے فلسطین سے جلاوطن کر کے مشرق وسطیٰ اور ایشیا کے کونے کونے مختلف علاقوں میں بکھیر دیا تھا۔ کہتے ہیں کہ پھر ان قبائل کا کچھ پتہ نہیں چلا۔ وہ مر کھپ گئے یا دوسرے قبائل میں جذب ہو گئے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ نہ مرے ہوں نہ کھپے ہوں نہ دوسرے قبائل میں جذب ہوئے ہوں بلکہ تاریخ اقوام میں دوسرے نام سے مشہور ہو گئے ہوں گے۔ اسرائیلی قوم اتنی سخت جان واقع ہوئی ہے کہ ان کا اس طرح آسانی سے مر کھپ جانا یا دھری قوم بن جانا یا دوسری قوم میں جذب ہو جانا ان کی فطرت کے خلاف معلوم ہوتا ہے۔

بہرحال بھوشیہ پران کی روایت یہ ہے کہ جناب مسیح "ہن دیش" میں آ کر ٹھہرے

تھے۔ اور ہمارے عقیدہ کے مطابق آپ واقعہ صلیب کے بعد اپنی قوم قبائل میں آ کر پناہ گزین ہوئے تھے۔ پھر یہیں مستقل طور پر سکونت پذیر ہو گئے۔ (باقی)

خاص دعا کی درخواست

میں دردِ دل کے ساتھ جماعت کے بزرگوں خاندان حضرت مسیح موعود قادیان کے درویش بھائیوں اور جماعت کے مخلص بھائیوں اور بہنوں کی خدمت میں دعا کی گزارش کر رہی ہوں۔ میرا بڑا لڑکا نسیم احمد اس سال نومبر کے دوسرے ہفتہ سے پٹنہ کے سنسار یونیورسٹی سے سینئر کیمبرج کا امتحان دے رہا ہے۔ کچھ شر پسند لوگ ایسے وقت میں ذہنی طور پر اس کو اور ہم لوگوں کو پریشان کر کے اس کے امتحان پر برا اثر ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں آپ سب لوگوں کی خدمت میں التجا کر رہی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے نسیم کو اعلیٰ نمبروں کے ساتھ نمایاں طور پر کامیاب و کامران کرے اور اسے دین و دنیا میں اپنا سورج بنا کر چمکائے اور اسے دین کا سچا خادم بنائے میرا خدا دشمنوں کے ہر ایک شر سے اس کو اور ہم سب کو محفوظ رکھے۔ اور ہر حال میں خدا ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین یا رب العالمین۔

مسز سید لعل احمد صاحب ایس۔ پی پٹنہ بہار

درخواستہائے دعا

۱۔ میرا ایک مقدمہ کرایہ دار سے چل رہا ہے تاریخ ۱۴ر اکتوبر ۱۹۶۴ء ہے جس میں حق پر ہوں تمام حالات میرے خلاف ہو رہے ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ حاکم کے دل میں حق ڈالے اور اُسے حق فیصلہ کرنے کی توفیق دے۔ اور میرا حق مجھے مل جائے۔ آمین۔

خاکسار محمد شفیع احمدی خریدار نمبر ۱۲۷۲ کانپور

۲۔ مکرمی سید محمد زکریا صاحب صدر جماعت احمدیہ … کے لئے دعا کی تحریک ہو رہی ہے اب پہلے سے ان کی صحت اچھی ہے وہ اپنی کامل اور جلد شفایابی کیلئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

ولادت و درخواست دعا

مکرم مولوی محمد حبیب اللہ صاحب ٹیچر اردو ہائی سکول آف گملا ضلع رانچی کو اللہ تعالیٰ نے دوسرا فرزند عطا فرمایا ہے جس کا نام حمید احمد تجویز کیا گیا ہے اس خوشی میں مکرم مولوی محمد حبیب اللہ صاحب نے مبلغ چھ روپے بطور شکرانہ ادا فرمایا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

عزیز نومولود کے آنکھ میں کوئی خرابی محسوس کی جاتی ہے احباب کامل صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار سید بدر الدین احمد مبلغ سلسلہ وقف جدید رانچی

تبرکات

قسط نمبر ۱

دُعاؤں کی درخواستیں

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ (آمین)

از حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ

(منقول از الفضل ۹/۲۹ مرسلہ قائد مجلس خدام الاحمدیہ ڈیگر)

حال کا ہی ذکر ہے کہ متفرق اوقات میں مجھے چند آدمی ملے جن کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں:

(۱) پہلے صاحب فرمانے لگے۔ السلام علیکم مزاج شریف میرے لئے دعا فرمایئے۔ ضرور ضرور۔ بالضرور یاد رکھیں۔ بھول نہ جائیں۔ آجکل کچھ تنگی ہے۔

(۲) دوسرے صاحب نے کہا۔ السلام علیکم۔ غریبوں کو اپنے اچھے وقتوں کی دعا میں ضرور یاد رکھیں ہمارے گھر میں تکالیف ہیں۔

(۳) تیسرے صاحب نے فرمایا۔ السلام علیکم۔ درد دل کی دعا کی ضرورت ہے۔ امید ہے آپ ضرور ہماری درخواست کو قبولیت دیں گے۔ امسال میرے لڑکے نے امتحان دیا ہے مقابلہ کا۔

(۴) چوتھے صاحب بولے۔ السلام علیکم بھائی جی۔ مجھے آجکل بڑے ابتلاء ہیں اور ہم دعا کے بہت محتاج ہیں۔ تہجد کی دعا کی ضرورت ہے۔ سب ہم الٹے چل رہے ہیں۔ ایک مقدمہ میں بے گناہ پھنس گیا ہوں۔

(۵) پانچویں صاحب یوں گویا ہوئے۔ السلام علیکم۔ امید ہے دعاؤں میں آپ مجھے اور میرے بیوی بچوں کو یاد کرتے ہوں گے۔ خاص دعا درکار ہے۔ آپ سے ایک درخواست ہے ہمارا تو آپ لوگوں پر ہی بھروسہ ہے میں آپ کو بذریعہ خط یاد دہانی کراتا رہوں گا۔ آجکل گھر کے بہت لوگ بیمار ہیں۔

(۶) چھٹے صاحب نے کہا۔ السلام علیکم۔ ہمارے تو سارے کام دعاؤں سے چلتے ہیں بس آجکل ان کی بڑی خاص ضرورت درپیش ہے۔ خاص کر میرا تو سارا کام دعاؤں سے ہی ہوتا ہے۔ دعاؤں سے بیٹا نصیب ہوا۔ دعاؤں سے مقدمہ سے خلاصی ہوئی۔ دعاؤں سے ملازمت ملی ہمارا تو سارا انحصار ہی دعاؤں پر ہے۔ اب فصلوں کو نقصان پہنچ رہا ہے اس کے لئے دعا فرمایئے۔

(۷) ساتویں صاحب نے فرمایا۔ السلام علیکم۔ دعا ضرور فرمانا۔ درد دل کی دعا۔ یہ کہہ کر آگے چلے گئے مگر پھر پلٹے اور ہاتھ پکڑ کر کہنے لگے کہ سخت حاجت ہے دعا کی۔ اچھا وعدہ کریں کہ ضرور کریں گے۔ میں آپ کا ہاتھ نہیں چھوڑوں گا جب تک آپ مجھ سے پکا وعدہ نہیں کریں گے۔ آپ کو معلوم ہے کہ میرے ہاں بیٹیاں ہی بیٹیاں ہیں اولاد نرینہ کے لئے توجہ فرمایئے۔

ان ساتوں اصحاب کا جواب یہ ہے کہ ان کے کسی قدر ظاہرہ پیران کی وجہ سے جو بعض حالات پیدا ہو گئے ہیں۔ ان پر اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

دعا کی حقیقت: مگر سب سے پہلے خود میں اپنی پوزیشن صاف کرنا چاہتا ہوں۔ تاکہ کسی شخص کو دھوکہ نہ لگے۔ دُعا ان عظیم الشان نعمتوں میں سے ہے جو بدقسمتی سے زمانے مسلمانوں کو بالکل محروم کر دیا تھا اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس نعمت سے دوبارہ ہم کو مالامال کیا۔ دعا ہمارے لئے اس سے زیادہ قوت اور سہارا ہے جتنا ایک چھوٹے بچے کے لئے اس کا رونا اور چیخنا اپنی ماں کو بلانے کے لئے۔ دعا خدا سے ملنے کا اس پر ایمان لانے اور اس ایمان کو قائم رکھنے کا ایک یقینی وسیلہ ہے دعا اللہ تعالیٰ کی ہر صفت کو جوش میں لانے کا ایک ذریعہ ہے۔ دُعا عبادت ہے بلکہ عبادت کا مغز ہے۔ دُعا کے بغیر خدا اور بندہ کا کوئی تعلق قائم ہو ہی نہیں سکتا۔ دُعا ہر مصیبت کی سپر ہوتی ہے۔ اور دُعا خدا تعالیٰ کی عام تقدیروں کو چھوڑ کر خاص تقدیروں کو بھی ترادینی ہے۔

اگر ہم دعا نہ کریں تو بقول کشف سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم گُو کھانے والی بھیڑوں سے بھی زیادہ خدا کی نظروں میں ناپاک اور ذلیل ہوں گے۔

یہ تو ہے دعا اور اس کا درجہ۔ ہر قسم کی دعا تہجد کی ہو گریہ و زاری کی دعا اضطراب اور تڑپ کی اور جوش کی اور اخلاص کی دعا۔ دُکھے ہوئے دل کی دعا عام مجلسوں کی دعا۔ نمازوں کی دعا۔ خاص توجہ والی دعا۔ اور بے خاص توجہ کی دعا۔ دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی دعا اور صرف لبوں سے نکلی ہوئی دعا۔ بار بار کی دعا ایک دفعہ کہی ہوئی سرسری دعا۔ دل میں صرف ایک سیکنڈ میں کی ہوئی دُعا۔ بے سمجھی بوجھی دعا جیسے کوئی ان پڑھ پنجابی شخص نمازوں میں کوئی عربی دعا مانگا کرے یا بے الفاظ کی دعا۔ جیسے کوئی خدا کے آگے ہاتھ جوڑ کر یا عاجزی کے ساتھ صرف سجدہ میں ہی پڑ جائے بغیر اس کے کہ کوئی لفظ بھی منہ سے نکالے۔

غرض دعا ہر رنگ میں دعا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ مضطر کی دعا ہی دعا ہے۔ بلکہ ہمارا تجربہ ہے کہ محض ادھر منہ سے بات نکلی اور اُدھر وہ بات قبول ہوئی یہ نہیں کہ وضو کیا ہو نماز پڑھ رہے ہوں نا چیزی ہو رہی ہو۔ سبب الدعاء یا بیت اللہ کریم میں داخل ہوں اور رو کر سخت تضرع اور خشوع سے دعا مانگے تو اسے دعا سمجھیں بلکہ شال کے طور پر دعائے مستجاب ہے جس کے پیچھے ان میں سے کوئی بات بھی نہ تھی۔

چند سال کا ذکر ہے کہ ایک دن رات کو بعد مغرب کھانا کھا کر ہم سب حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دسترخوان پر بیٹھے تھے کہ کسی نے کہا اس وقت گنے کھانے کو جی چاہتا ہے۔ اگر خدا کھلا دے (یعنی وہ گنا جسے پونڈا کہتے ہیں اور پنجابی میں پونا) حضرت ام المومنین نے ایک آدمی بازار دوڑایا۔ وہ جواب لایا کہ بازار میں کوئی پونڈا نہیں ملا۔ فارم کی طرف کوئی آدمی بھیج گیا اُدھر سے بھی جواب صاف پایا کہ گنے ہیں پونڈے نہیں ہیں۔ خیر جب دونوں تیر خالی گئے تو ہم صبر سے بیٹھ گئے اور ابھی باتیں کر رہے تھے اور پانچ منٹ نا ہوئے ہوں گے بیٹھا ہی کو آئے۔ ہم سے نہیں گذرے تھے کہ مسجد مبارک کے دروازے سے مکرمی مفتی فضل الرحمٰن صاحب نے حضرت ام المومنین کو ایکدم آواز دی کہ اماں جان یہ گنے گورداسپور سے میں لایا ہوں آج وہاں کسی مقدمہ پر گیا تھا اور ابھی تانگہ پر سیدھا آرہا ہوں یہ کہہ کر ایک بھاندی پونڈوں کی پردہ میں سے دھڑام کر کے اندر پھینک دی۔ یہ کہہ کر وہ تو چلے گئے۔ تمام پونڈوں کا منہ السطلب عجیب سے آ جانے کا لطف ہماری حسد کی پارٹی کو خوب آیا۔ حضور ۔ چنانچہ اس خاص طرح آئے تھے اور ہر شخص بطور دعوت خدا وندی ان کو نہایت شوق سے کھاتا تھا۔ بعض لوگ غلطی سے یہ بھی کہتے تھے کہ کاش کچھ اور چیز اس وقت مانگی جاتی مقدم خدا نے ہمیں گنے نہیں کھلائے تھے بلکہ اپنے اسماء قریب سمیع مجیب حکیم اور معطی کا جلوہ دکھلایا تھا گویا گنوں کے پردہ میں خود کو ظاہر کیا تھا ایسے موقعہ پر یہ کہنا کہ کاش کوئی زیادہ قیمتی چیز مانگتے تو مل جاتی ایک غلطی تھی کیونکہ خود خدا سے بڑھ کر کونسی چیز قیمتی ہو سکتی ہے۔

اب میں سمجھتا ہوں کہ میں نے اپنی پوزیشن ایسے واضح کر دی ہے کہ جو بات میں آگے بیان کرنے لگا ہوں اس سے کسی صاحب کو میرے عقیدہ سے دعا کے متعلق دھوکہ نہ لگے گا نہ اُسے یہ خیال پیدا ہوگا کہ میں نعوذ باللہ دعا کی کسی قسم کی سبکی کرنی چاہتا ہوں نعوذ باللہ من شرور انفسنا۔

اب آپ ان نقائص کو دیکھئے جو ایسی باتوں یا ان کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہیں۔

خدا کے فضل کا ذکر ضروری ہے۔ آپ ان ساتوں صاحبان کی تقریر پھر پڑھیئے اور دیکھیں کہ کہیں خدا کے فضل کا بھی انہوں نے نام لیا ہے۔ دعا بہرحال بندہ کی کوشش اور جد و جہد کا نام ہے اور اگر ہم لوگ رفتہ رفتہ ہر چیز کا انحصار دعاؤں پر ہی رکھ دیں گے اور خدا کے فضل کا لفظی اقرار ہمارے منہ سے نکلنا بند ہو جائے گا تو ہم رفتہ رفتہ ایک مشرکانہ رنگ میں مبتلا ہو جائیں گے۔ ہمارے لبوں سے سب سے زیادہ خدا تعالیٰ کے فضل کا نام نکلنا چاہیئے نہ بندہ کی کوشش کا ہم کو خدا تعالیٰ سے براہ راست رحم پر اس سے زیادہ ایمان اور اس سے زیادہ یقین رکھنا چاہیئے۔ جتنا ہم انسان کی

تدبیروں پر کرتے ہیں چونکہ دعا گو وہ روحانی چیز ہو بہرحال ایک انسانی تدبیر ہے۔

۱۔ پس ہرگز یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ میرے ہاں دعاؤں سے بیٹا ہوا یا میں دعاؤں سے نوکر ہوا یا میں دعاؤں سے صحتیاب ہوا بلکہ پہلے یہ اقرار کرنا چاہیئے کہ خدا کے فضل سے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا سے یہ بیٹا ہوا اور خدا کے فضل سے اور حضرت خلیفۃ المسیح کی دعاؤں سے مجھے صحت ہوئی۔ پس یاد رکھو کہ ایسا نہ ہو کہ خدا تعالےٰ کے اپنے فضل و کرم کو رفتہ رفتہ بھول جاؤ اور سب را انحصار انسانی کوششوں پر بیان کرنے لگو۔ اور آہستہ آہستہ خدا تعالےٰ کا نام اس کی نعمتوں سے الگ ہو جائے۔ بے شک دعاؤں کا بھی ساتھ نام ہو اور بڑے زور سے ہو مگر فضل کرنے والی ذات کی طرف سے توجہ نہ پھرے۔ میں الفضل میں درخواست دعا کے کالم کو التزاماً دیکھتا ہوں اور یہ بات خصوصاً دیکھتا ہوں کہ لوگ اس بات کو کس رنگ میں لکھتے ہیں۔ مگر سالہا سال میں شاذ ایک دفعہ بھی یہ نہیں دیکھا کہ جہاں دعا سے اولاد ہونے کا ذکر ہو وہاں اللہ میاں کا بھی کوئی حصہ نمایاں طور پر اس میں ظاہر کیا گیا ہو الّا ماشاء اللہ۔ پس احتیاط لازم ہے۔

۲۔ درخواستِ دعا۔ میں دعا کے لئے اپنے بھائیوں سے درخواست کرنے کو بہت اچھا سمجھتا ہوں اس سے آپس میں تعلق بڑھتا ہے اور قربانی کا مادہ زیادہ ہوتا ہے کیونکہ دعا بعض اوقات قربانی کی کیفیت کو چاہتی ہے۔ اور جو لوگ سرسری اسی وقت جواب میں دعا کر دیتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ فضل کرے وہ بھی جائز ہے۔ اور ایسی دعائیں بھی منظور ہوتی رہتی ہیں نیز بار بار ذکر دعا سے دعا کا خیال مردوں، عورتوں اور بچوں کو اتنا ہو جاتا ہے کہ دعا ایک قومی شعار بن جاتی ہے۔

مگر پھر بھی بعض لوگوں کا طرز ادا یا طرز درخواست ایسی ناگوار معلوم ہوتی ہے کہ اس کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ مثلاً کسی کا ہاتھ پکڑ کر عہدہ لینے لگے یا کوئی تہجد پڑھتا ہو یا نہ پڑھتا ہو اُسے بار بار یہ کہنا کہ بھائی صاحب ہمیں تہجد کی دعائیں درکار ہیں۔ یا درد دل کے مقدس لفظ کو اس طرح گلیوں اور بازاروں میں پکار پکار کر کہنا کم سے کم میرے لئے تو ناقابلِ برداشت ہے۔ میں اپنے الفاظ کو درست طور پر پیش کرتا ایسے طور پر کہ منافقت اور بے ہودگی پیدا ہو اور تہجد پڑھنا خواہ مخواہ اگلے کو بھی شرمندہ کرتا ہے شاید کوئی قرض خواہ اپنے قرض داروں کو سر بازار اتنا ذلیل نہیں کرتا ہوگا جتنا کسی حساس کا ایسے الفاظ کا کانوں پر یا بازاروں میں سننا اس سے بہتر تھا کہ وہ صاحب زیادہ ثقاہت سے کام لیتے اور ایسی حرکتیں نہ کرتے۔

۳۔ اعلیٰ مقصد کے لئے دعا۔ آپ ہیران سات شخصوں کی دعا کی درخواستوں کو پڑھیں آپ حیران ہوں گے کہ کسی ایک نے بھی نیکی تقویٰ آخرت بہشتی مقبرہ کی نعمت علم قرآن۔ خدا تعالےٰ سے تعلق اور محبت اور رضا کے لئے یا دنیا کی ہدایت کے اور اشاعت احمدیت کی دعا کے لئے کہا ہو۔ اگر زیادہ وضاحت چاہتے ہیں پھر "الفضل" کے دعا کے کالموں کو دیکھ لیں اور اپنے حالات پر روئیں کہ سوا جیفۂ دنیا کے اور سخت ذلیل چیزوں کے عموماً لوگ کسی اعلیٰ مقصد کے لئے دعا نہیں کراتے نہ غالباً خود کرتے ہوں گے۔ میں دنیاوی دعاؤں سے منع نہیں کرتا۔ کراؤ اور ضرور کراؤ مگر تمہارا رب تو وہ خدا ہے جس نے ہمیں یہ کہا ہے کہ من کان یرید ثواب الدنیا فعند اللّٰہ ثواب الدنیا والآخرۃ۔ یعنی جو صرف دنیا کے فائدے مانگتا ہے اُسے کہہ دو کہ ہمارے پاس دنیا و آخرت دونوں کے فائدے موجود ہیں۔ دونوں کیوں نہیں مانگتا۔ پس میں خدا تعالےٰ کا یہ پیغام تم کو سنا دیتا ہوں کہ تمہارے خدا کے پاس دونوں نعمتیں ہیں۔ اور دنیاوی چیزوں کی دعا کے وقت آخرۃ کی کوئی چیز ضرور بالضرور شامل کر لیا کرو۔ اور پہلے اسی کا نام لیا کرو ورنہ سخت دنیا دار ٹھہرو گے۔ پھر کس منہ سے دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے کہلا سکو گے۔

۴۔ خدا تعالےٰ کی شکایات نہ کرو۔ پھر ساتوں درخواستوں کو پڑھیئے ان میں سے بعض نے خدا تعالےٰ کی شکایت کی بو آتی ہے۔ یہ نہایت نازک مسئلہ ہے۔ ادھر تو دعا کی تاکید ہے دوسری طرف یہ اشد ضروری ہے کہ مالک سے نہ دل کو اور نہ زبان کو کوئی شکایت پیدا ہو۔ جو لوگ ہر وقت اپنے مصائب بیان کر کے لوگوں سے دعا کی درخواست کرتے رہتے ہیں۔ اور ہر وقت بیان شکایت تقدیر پھر ساتھ ہی درخواست دعا کرتے ہیں۔ ان کی خطرہ ہے کہ اگر دعا اُن کی منشاء مطلب قبول نہ ہوئی پھر ان سب شکایتوں کے ساتھ ایک اور بڑی شکایت غیر مقبولیت دعا کی ملکر اُن کی ٹھوکر کا باعث نہ ہو۔ میں اس بات کو زیادہ بیان نہیں کر سکتا تاکہ دوسری طرف کا پلڑا نہ جھک جائے مگر بیا دونوں آنکھیں کھول کر چلنا چاہیئے۔

۵۔ خلیفۂ وقت سے دعا کی درخواست کرو۔ لیکن سب سے بڑا خطرہ جس کا احساس مجھے ہونے لگا ہے وہ یہ ہے کہ جب ایسی دعا کے طالبوں کو میں یہ کہتا ہوں کہ دیکھو حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام جو ہمارے سردار ہیں ان سے دعا کراؤ اُن کا رتبہ تو اتنے آقا

بلند کیا ہے کہ یہ سب جن واحسان میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نظیر ہوتے ہیں اور یہ بسبب ان کے خلیفہ ہونے کے صرف وہی حق رکھتے ہیں کہ لوگ اُن کی طرف بالخصوص ہر مصیبت اور تکلیف میں دعا کی درخواست کریں کیونکہ دعا اور دراصل انبیاء کا امتیازی نشان یا معجزہ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیشہ دعا کے مقابلہ اور کثرت قبولیت دعا کا چیلنج اپنے تمام مخالفین کو بار بار دیا ہے۔ پس اس نشان کی قدر کرو۔ اور ہمیشہ حضرت صاحب سے دعا کرایا کرو۔ اس پر جو جواب مجھے ملتے ہیں وہ چونکا دینے والے ہیں۔ اور وہ عموماً ایسے رنگ کے ہوتے ہیں کہ "ہاں آپ نے واقعی یہ درست فرمایا مگر دیکھو حضرت صاحب کو اتنے رقعے پڑھنے کی فرصت کہاں اتنی بڑی جماعت ہوگئی ہے حضرت صاحب کو کیا پتہ کہ ہم کون ہیں غریبوں کو تو ایسے آدمی پہچانتے بھی کہاں ہیں۔ اور پھر یہ کہ ان کی دن رات خلافت کے کام ہوتے ہیں انہیں فرصت کہاں ملتی ہے جو ہم جیسے حقیروں کی طرف توجہ کریں۔" یہ جواب جھوٹ اور سفید جھوٹ اور خطرناک ہوتا ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ ہر خط ضرور پڑھتے ہیں اور سب سے زیادہ اس کا مضمون یاد رکھتے ہیں اور ہر شخص کو دوسرے لوگوں کی نسبت زیادہ جانتے پہچانتے ہیں۔ اور باوجود دن رات کام میں مصروف ہونے کے حقیر سے حقیر شخص کی طرف پوری توجہ کرتے ہیں۔ اور بارہا اس حقیقت کا انہوں نے علی الاعلان جلسوں کے موقعہ پر تردید فرمائی ہے مگر بعض لوگ ہیں کہ پھر وہی بات دہرائے جاتے ہیں پس توبہ کرو اس افتراء سے اور اس کو بنیاد بنا کر دوسرے اڈے بنانے سے ممکن ہے بعض دعا کے خدائی اجارہ داروں نے ہی رفتہ رفتہ ایسی باتیں لوگوں میں پھیلائی ہوں مگر یہ جواب یا ایسی بات پر یقین کرنا خطرناک ہے اس سے رفتہ رفتہ خلیفۂ وقت سے بیگانگت اور حجاب پیدا ہو جائے گا۔ محبت یا تو دینے سے بڑھتی ہے یا مانگنے سے۔ پس مانگو۔ مانگو اور ان کا دروازہ کھٹکھٹاؤ۔ کھٹکھٹاؤ۔ کھٹکھٹاؤ تاکہ اُن کا دل تم پر رقیق ہو جائے اور تمہارا خیال اُن کے دل میں پیدا ہو جائے اور کسی دن ان کی دعاؤں کے طفیل گوہر مراد تمہارے ہاتھ آ جائے۔ مگر حضور کو ہر روز ایک خط دعا کا لکھو تو بھی کم ہے۔ اگر دو وقت روزانہ لکھو تو بھی کم ہے مگر کبھی یہ نہ سمجھو کہ وہ اتنے بے پرواہ ہو گئے ہیں کہ تم غریبوں کی رسائی ان تک مشکل ہے۔ اور وہ دعا نہیں کریں گے یہ سخت نفاق کا خیال ہے۔ اور اس سے بدظنی پیدا ہوتی ہے۔ اور پھر تفریق تمہارا رقعہ پڑھتے ہوئے اُن کی وہ آہ جو دعا وہ ساتھ ساتھ کر جاتے ہیں ہزار درجہ وزنی اور خدا تعالےٰ کے نزدیک بہت زیادہ مقبول ہے بہ نسبت اس دعا کے جو تم خود یا ہم میں سے کوئی تمہارے لئے ناکبس رگڑ رگڑ کر اور رو رو کر کرتا ہے۔ اور یوں بھی وہ نقدی کے مقام پر ہیں اور روز بروز نیچے ہی ہوتے جاتے ہیں اور شفیق ہی بنتے جاتے ہیں نہ کہ بے پرواہ اور Out of Reach۔ (باقی)

ملک میں اناج کی گرانی (بقیہ ۲)

بھی یہ نسخہ دریافت کر لیا!! مگر یہ انداز فکر اور انداز خیال وطن سے محبت نہیں بلکہ سراسر وطن دشمنی ہے جبکہ تقسیم ملک کے خونیں واقعات اور چند لاکھ انسانوں کے تبادلہ آبادی کے زخم ابھی تازہ ہیں اور ہمارا ملک ان کے اثرات سے تا حال عہدہ برآ نہیں ہو سکا۔ اگر تازہ ترین خطرناک عمل تجربہ کے بعد بھی پہلے سے کہیں بڑے پیمانے پر تبادلہ آبادی کی بات کی جائیں تو ملک کیا دہشت انگیز بربریت کو خود آواز دینے کے مترادف ہے!! یہ لوگ نہیں سوچتے کہ پانچ کروڑ انسان جو کسی ملک میں ہیں ان کا کام صرف کھانا ہی نہیں بلکہ اپنے کمانے کے لئے محنت بھی کرتے ہیں ان کی محنت سے ملک میں اناج بھی پیدا ہوتا ہے۔ جب وہ ادھر چلے جائیں گے تو غور کیجئے اتنے پیدا کرنے والے ہاتھ بھی اس سرزمین سے چلے جائیں گے۔ اور ملک کی معیشت پر جو اثر پڑے گا وہ اس کے سوا ہوگا۔ پس اس قسم کے لایعنی مشاغل کو چھوڑ کر ہر محب وطن کا فرض

ہے کہ اپنے اوقات عزیز کو ایسی باتوں میں صرف کرے جو اس کی اپنی ذات کے لئے فائدہ مند ہوں۔ ساتھ ہی اس کی ساکھ اور جدوجہد ملک کی مضبوطی اور استحکام کا باعث ہوں۔ مثلاً یہ جو ہزاروں اور لاکھوں روپیہ کا اناج ہر سال سیلابوں کی نذر ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی سیلاب زدہ علاقے میں لاکھوں ایکڑ فصلیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ ان کی روک تھام کے لئے کوئی عملی قدم اٹھایا جائے اور مخلصانہ تعاون کے ساتھ حکومتِ وقت کے ہاتھوں کو مضبوط کیا جائے۔ جس سے عام بےچینی کم ہو اور ملک کی حالت بھی بہتر ہو!!

نتیجہ امتحان کتب سلسلہ

زیر اہتمام نظارت تعلیم و تربیت قادیان

منعقدہ مئی ۶۴ء

امتحان رسالہ "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" منعقدہ ماہ مئی ۶۴ء میں کامیاب ہونے والے احباب اور بہنوں کے نام مع ڈویژن درج ذیل ہیں۔ ان میں سے عبدالحلیم صاحب قادیان نے ۹۷ نمبر حاصل کر کے اول پوزیشن حاصل کی۔ اور شیخ غلام نبی صاحب قادیان و مکرم جی۔ ایم عنایت اللہ صاحب بنگلور سٹی سردہ نے ۹۶ نمبر حاصل کر کے سیکنڈ پوزیشن حاصل کی۔ اور بشیر احمد صاحب مشتاق قادیان و مکرم مولوی محمد اللہ صاحب قادیان نے ۹۵ نمبر حاصل کر کے تھرڈ پوزیشن حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو یہ نمایاں کامیابی مبارک کرے۔ آمین۔

جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کی مجموعی تعداد کے پیش نظر امتحان مذکورہ بالا میں شرکت کرنے والی جماعتوں کی تعداد نہایت قلیل ہے۔ لہذا عہدیداران جماعت کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ آئندہ ہونے والے امتحان میں احباب جماعت کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہونے کی تحریک فرمائیں۔

(ناظر تعلیم و تربیت صدر انجمن احمدیہ قادیان)

جماعت احمدیہ قادیان

نام کامیاب امیدوار	ڈویژن
مکرم چوہدری محمد احمد صاحب	III
،، گیانی عبداللطیف صاحب	II
،، محمد انعام صاحب غوری	I
،، عبدالقادر صاحب اعوان	III
،، مولوی محمد یوسف صاحب	[illegible]
،، بشیر احمد صاحب گھنیالیاں	II
،، حمیدالدین صاحب	III
،، لطیف احمد صاحب	III
،، جاوید اقبال صاحب	III
،، شیخ غلام نبی صاحب	I دوم
،، عبدالماجد صاحب	II
،، گیانی بشیر احمد صاحب	II
،، محمد رفیع الدین صاحب	II
،، محمد مصطفےٰ صاحب	I
،، رفیق احمد صاحب	I
،، عطاء الرحمٰن صاحب عباسی	II
،، محمد شفیع صاحب عابد	II
،، عبدالرحیم صاحب ملکانہ	III
،، مرزا ظہیر الدین منور احمد صاحب	I
،، بھائی عبدالرحیم صاحب دیانت	III
،، عبدالمجید صاحب مستری	III
،، یونس احمد صاحب اسلم	I
،، مولوی غلام نبی صاحب	III
،، محمد رشید احمد صاحب انور	III
،، احمد حسین صاحب	II
،، افتخار احمد صاحب اشرف	III
،، مرزا بشیر احمد صاحب	III
،، مولوی خورشید احمد صاحب	II
،، مولوی عطاء اللہ صاحب	II
،، مولوی محمد صادق صاحب ناقد	II
،، محمد عبداللہ صاحب	II
مکرم سید منظور احمد صاحب فاتح	II
،، بشارت احمد صاحب	I
،، عبدالمالک صاحب	I
،، شیخ مسعود احمد صاحب	II
،، شمس العارفین صاحب	III
،، بشیر احمد صاحب حافظ آبادی	III
،، ملک محمد بشیر صاحب	III
،، سکندر خان صاحب	III
،، عبدالکریم صاحب ملکانہ	II
،، طیب علی صاحب بنگالی	III
،، مسلط احمد صاحب	III
،، بشیر احمد صاحب مشتاق	I سوئم
،، ڈاکٹر نواب علی خان صاحب	II
،، سراج الدین صاحب	II
،، شبیر احمد صاحب باجوہ	I
،، عبدالحلیم صاحب	I اوّل
،، عبدالباسط صاحب	I
،، ملک نذیر احمد صاحب پشاوری	III
،، عبدالرشید صاحب نیاز	II
،، بشیر احمد خان صاحب	II
،، مجید احمد صاحب	II
،، عنایت الٰہی خان صاحب	III
،، ماسٹر نثار احمد صاحب	I
،، عبدالحق صاحب مالاباری	II
،، خورشید احمد صاحب	I
،، مولوی محمد اللہ صاحب	I سوئم
،، عبدالعظیم صاحب	II
،، بشیر احمد صاحب کالا افغانان	II
،، مولوی عبدالقادر صاحب دہلوی	I
،، مولوی منظور احمد صاحب	III
مکرم مولوی نعمان صاحب	II
،، مولوی عبدالحمید صاحب مومن	III
مکرمہ نذیرہ بیگم صاحبہ	I
،، بشریٰ ستار صاحبہ	III
،، بشریٰ بیگم صاحبہ سندھی	II
،، خورشیدہ بیگم صاحبہ	III

جماعت احمدیہ بھدرک (اڑیسہ)

رول نمبر ۱	II
،، ۲	II
،، ۳	III
،، ۴	III
،، ۵	III
،، ۶	III

جماعت احمدیہ چوڑہ دار (اڑیسہ)

مکرم کمال الدین خان صاحب II
،، معصوم خان صاحب II

جماعت احمدیہ امروہہ

مکرم فرید احمد صاحب I
،، اسرار احمد صاحب I

جماعت احمدیہ رشی نگر

مکرم عبدالسلام صاحب لون II
،، عبدالمجید صاحب مظفر II
،، حبیب اللہ صاحب گنائی III

جماعت احمدیہ یادگیر

،، رفعت اللہ صاحب غوری I
،، نصرت اللہ صاحب غوری III
،، عبدالصمد صاحب احمدی III
،، عبدالرشید صاحب گلبرگہ II
،، رحمت اللہ صاحب منیار I
،، منصور احمد صاحب نقتل II
،، سلیم احمد صاحب نقتل II

جماعت احمدیہ شورت

مکرم ماسٹر عبدالرحیم صاحب شمس III

جماعت احمدیہ آسنور

مکرم سید محمد یٰسین صاحب III
،، بشارت احمد صاحب ڈار II
،، ماسٹر سعید احمد صاحب ڈار I

جماعت احمدیہ سونگڑہ

مکرم صوفی کرم الدین صاحب II
،، چوہدری عبدالقادر صاحب II
،، علی اکبر صاحب III
،، محمد حسین صاحب III
،، لطیف حسین صاحب III
،، گلزار احمد صاحب II
،، صادق صاحب III

مکرم خادم حسین صاحب III
،، محمد حفیظ صاحب III
،، جمال الدین صاحب III
،، مقبول حسین صاحب III

جماعت احمدیہ مدراس

مکرم صدیق احمد صاحب امینی I
،، شاہد احمد صاحب I
مکرمہ اختر بیگم صاحبہ قریشی I

جماعت احمدیہ حیدرآباد

مکرم محمد شمس الدین صاحب II
،، محمد صادق صاحب II
،، محمد عطاء اللہ صاحب II
،، احمد عبدالرشید صاحب I
،، سید مجتبیٰ حسینی صاحب II
،، شیخ محبوب احمد صاحب II
،، منظور احمد صاحب II
،، حمید اللہ صاحب III
،، محمود احمد صاحب کمال II
،، ارشاد حسین صاحب III
،، ظفر احمد صاحب III
،، محمود علی صاحب I
،، منیرالدین صاحب II
،، مشرف الدین احمد خان صاحب III
،، مرزا انوار اللہ بیگ صاحب II
،، مشتاق احمد صاحب III
،، مصلح الدین صاحب III
مکرمہ سیدہ امۃ الباری صاحبہ III
،، انیسہ گوہر صاحبہ I
،، حمیدہ فاضل صاحبہ III

جماعت احمدیہ بنگلور سٹی

مکرم مصطفےٰ اللہ صاحب II
،، جی۔ ایم۔ عنایت اللہ صاحب I دوم
،، محمد اسد اللہ صاحب II
،، محمد ظفر اللہ صاحب III
،، بی۔ ایم۔ نثار احمد صاحب II
،، بی۔ ایم۔ خلیل احمد صاحب II
،، بی۔ ایم۔ داؤد احمد صاحب III
،، بی۔ ایم۔ کریم احمد صاحب III
،، محمود احمد صاحب III
،، مسعود احمد صاحب III
،، مرزا عبدالرحمٰن بیگ صاحب III
،، سید عبدالحفیظ صاحب III
،، محمد معین احمد صاحب III
مکرمہ سیدہ خاتون صاحبہ III
،، سیدہ بیگم صاحبہ III
،، [illegible] صاحبہ II
،، جعفر بیگم صاحبہ II
،، شوکت جہاں صاحبہ [illegible]

محترم مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل کے صدر میونسپل کمیٹی قادیان منتخب ہو جانے پر مبارکبادی کے

مراسلات!

قادیان: محترم مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان کو اس دفعہ متفقہ طور پر صدر میونسپل کمیٹی قادیان منتخب کیا گیا۔ اس خبر کو جہاں احمدی احباب نے خوشی اور مسرت سے سُنا وہاں مقامی اور بیرونی غیر مسلم دوستوں نے بھی خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔ ذیل میں دو معزز غیر مسلم حضرات کے مراسلات درج کئے جاتے ہیں جس میں انہوں نے اپنے دلی جذبات کا الفاظ میں اظہار فرمایا ہے۔ ان میں سے پہلے نمبر پر سرگرم کانگرسی ورکر، سابق صدر کانگرس کمیٹی قادیان جناب پنڈت ملکھراج صاحب کا مراسلہ ہے۔ اور دوسرے نمبر پر قادیان کے پرانے باشندہ جناب سیٹھ بانکے لال کے بیٹے مکرم سیٹھ بانکے لال جی سابق صدر کانگرس کمیٹی قادیان کا ہے جو ان دنوں اپنے کاروبار کے سلسلہ میں علاقہ اڑیسہ میں تشریف رکھتے ہیں خبر ملتے ہی موصوف نے اپنے مراسلہ میں جن تاثرات کا اظہار کیا ذیل میں قارئین انہیں کے الفاظ میں مطالعہ فرمائیں ۔۔۔ (ایڈیٹر)

(۱)
مولوی عبدالرحمٰن صاحب

کے صدر میونسپل کمیٹی منتخب ہونے پر ہر طبقہ میں سواگت کیا گیا۔ اس لئے نہیں کہ آپ چھوٹی گنتی والے فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ احمدیہ روایت کے مطابق اب کمیٹی میں بھی رواداری کا دور دورہ ہوگا اور کمیٹی صحیح معنوں میں شہری خدمت کا ادارہ بن جائے گی۔

مولوی صاحب میونسپل کمیٹی قادیان کے وائس پریذیڈنٹ بھی رہے ہیں۔ بطور وائس پریذیڈنٹ ان کی کارگذاری کا ریکارڈ اتنا شاندار تھا کہ کمیٹی کے ارکان نے متفقہ طور پر آپ کی اعلیٰ کارگذاری کے لئے شکریہ کا ریزولیشن پاس کیا۔ اس وقت عوام کا خیال تھا کہ اگر آپ صدر ہوتے تو یہ کارگذاری یقیناً وسیع تر ہوتی۔

موجودہ انتخاب کے سلسلہ میں کاغذات نامزدگی داخل کرنے سے قریباً ایک ماہ پہلے آپ حج کے لئے تشریف لے گئے کوشش کی گئی کہ کاغذات نامزدگی مل جائیں اور مولوی صاحب کے دستخط کروا لئے جائیں تاکہ کاغذات وقت پر داخل ہو سکیں لیکن آپ کی روانگی سے پہلے ایسا نہ ہو سکا۔ جب ہم لوگ آپ کو گارڈ آف آنر پیش کر کے واپس آئے تو راقم کی کوشش سے فارم نامزدگی مل گیا اور راقم نے امرتسر جا کر مولوی صاحب کے دستخط کروا لئے۔ فارم نامزدگی کے ملنے کی کہانی بھی معجزہ سے کم نہیں۔ میں اپنے ایک کانگرسی ساتھی کامریڈ رام کشن کے ہمراہ واپس آ رہا تھا راستہ میں مجھ سے کامریڈ نے کہا کہ احمدیوں کو قادیان کی بستی سے پیار ہے تو فارم نامزدگی ضرور مل جانا چاہیے۔ میرے ساتھی نے اثبات میں جواب دیتے ہوئے کہا کہ فارم غالباً میرے گھر سے مل جائے گا۔ چنانچہ ایک منٹ کی تلاش سے ہی فارم نامزدگی مل گیا اور اس طرح سے منتخب کی سرگرم تلاش کا مقصد پورا ہوا۔ الیکشن شروع ہونے سے چند ماہ پہلے میں نے مولوی صاحب سے کہا تھا کہ بیشتر عوام کی یہ خواہش ہے کہ آئندہ کے لئے آپ کمیٹی کے صدر ہوں اور اس کے لئے کوشش بھی کی جائے گی۔

چنانچہ ۶۴-۶-۲۴ کو راقم نے مولوی صاحب سے اور چوہدری مبارک علی صاحب اسسٹنٹ ناظر امور عامہ سے صاف طور پر کہہ دیا کہ حالات قطعی طور پر سازگار ہو گئے ہیں اور اب مولوی صاحب کے صدر منتخب ہونے میں کوئی رکاوٹ نہیں رہی۔ اس قسم کا اظہار میں نے ۶۴-۸-۹ کو بھی ہر دو حضرات سے کیا تھا۔ میرا یقین ہے کہ اس ساری تگ و دو کے پس پردہ ایک ایسی طاقت تھی جس نے ۶۴-۸-۲۷ کو عوامی خواہش کو پورا کرتے ہوئے مولوی صاحب کو صدر منتخب کرا دیا۔ اور مقدس مقامات احمدیہ میں جس خواہش کا اظہار کیا گیا وہ پوری ہو گئی۔

اس سلسلہ میں یہ بھی عرض کر دینا غیر ضروری نہ ہوگا کہ مولوی صاحب کے صدر منتخب ہونے پر قادیان سے باہر ملک کے کونے کونے سے احمدیوں کے علاوہ ہندو، سکھ دوست بھی مولوی صاحب کو مبارکباد بھیج رہے ہیں۔

بہر حال میونسپل الیکشن کے بعد کمیٹی کے عہدیداران کی ابتداء شاندار رہی ہے۔ لہذا توقع رکھنی چاہیئے کہ انتہا بھی شاندار ہوگی۔

ملکھراج سابق صدر کانگرس کمیٹی قادیان

(۲)
مکرم سیٹھ بانکے لال جی کا مراسلہ

موصوف نے محترم مولانا صاحب کو مخاطب کر کے لکھا:-

آج ہی مجھے شبھ سماچار ملا کہ آپ قادیان میونسپل کمیٹی کے صدر چنے گئے ہیں۔ یہ پڑھ کر میرے دل کو بہت خوشی ہوئی۔ آپ کو بہت زیادہ مبارکباد پہنچے۔ بطور میونسپل کمشنر آپ لگاتار عرصہ ۱۴ برس سے جنتا کی خدمت کر رہے ہیں۔ آپ نے نہایت دیانتداری سے کام کیا ہے۔ اور بلا امتیاز مذہب و ملت۔ رنگ و نسل ہر ایک بھائی کا جائز کام کیا ہے۔ پبلک سیوا میں سرگرم کام کرتے ہیں۔ بندہ کو قادیان کانگرس کمیٹی کے صدر کی حیثیت میں دیش سیوا اور قوم کی خدمات کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ اس دوران میں کئی بار مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور میں نے آپ سے ہمیشہ مشورہ لیا۔ آپ نے پارٹی بازی کو چھوڑ کر اور انکسار سے کام کرنے کی تلقین کی جس میں کانگرس کے پروگرام اور پرچار کو عوام میں پھیلانے کے لئے کامیاب رہا جس کا نتیجہ تھا کہ ہمارے حلقہ اسمبلی کے کانگرس کے امیدوار نے پنجاب بھر میں اکثریت سے کامیابی حاصل کی۔ جب دیش پر چینی درندوں نے اچانک حملہ کر دیا تو اس موقعہ پر ممبران کانگرس کمیٹی و میونسپل کمیٹی کے ساتھ مل کر آپ نے بطور میونسپل کمشنر و امیر جماعت احمدیہ ڈیفنس فنڈ اکٹھا کرنے میں رات دن ایک کر دیا۔ اور گھر گھر۔ دکان دکان پہ جا کر کام کیا۔ اور اپنی طرف سے اور جماعت احمدیہ کی طرف سے کافی ڈیفنس فنڈ دیا۔ اور کانگرس کے ہر پروگرام کو کامیاب بنانے میں پورا سہیوگ دیا۔ آپ کی بہت خدمات ہیں جو میں بیان نہیں کر سکتا۔ آپ کا میونسپل کمیٹی کا صدر چنے جانا تمام قادیان نواسیوں کے لئے باعث فخر ہے۔

میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو صحت و زیادہ طاقت دے تاکہ آپ شہر کی بہتری اور پبلک سیوا سرگرمی سے کرتے رہیں۔ آپکا خادم

بانکے لال سیٹھ (ایکس پریذیڈنٹ کانگرس کمیٹی قادیان) آنریری کمشنر کمیٹی چتر کنڈا ضلع کوراپٹ (اڑیسہ) ۶۴-۹-۹

آپ کا چندہ بدر مورخہ ۶۴-۹-۲۸ سے ختم ہے

خریداری نمبر	نام
۱۰۴۸	جناب ایس۔ ایم یوسف صاحب
۱۰۵۵	” شیخ نبی اسمٰعیل صاحب جمعدار
۱۰۵۶	” ارمان علی صاحب احمد آباد
۱۰۵۹	” مدار علی صاحب شیموگہ
۱۰۶۵	” مولوی احمد اللہ صاحب فاضل شوپیاں
۱۰۷۵	” آٹو موٹیڈ از کلکتہ [illegible]
۱۰۵۸	” مولوی فضل الرحمٰن صاحب [illegible]
۱۲۸۸	” جناب ڈاکٹر محمد حسین صاحب ٹمکور
۱۰۸۳	” محمد صاحب [illegible] کانپور
۱۱۰۰	” ایم سلیمان صاحب بمبئی
۱۱۱۵	” رشید احمد صاحب عادل آباد
۱۲۹۷	” محمد امام صاحب غوری یادگیر
۱۲۹۸	” ایم۔ اے رحمان صاحب بنگلور
۱۳۲۰	” فضل حسین صاحب سرناگی
۱۳۴۰	” مولوی محمد سلیمان صاحب [illegible]
۱۴۲۵	” پروفیسر ڈاکٹر اختر احمد صاحب ایم۔ اے ڈی لٹ پٹنہ
۱۴۴۵	” قاضی ابرار الدین صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر دھارواڑ

خریدار کا نمبر	نام
۱۴۴۶	جناب غلام محمد صدر جماعت احمدیہ زرزہ مانلو
۱۴۴۷	” عبدالغفار صاحب یادگیر
۱۴۴۸	” سید نظام الدین صاحب [illegible]
۱۴۵۳	” جی مرتضیٰ صاحب [illegible]
۱۴۵۴	محترمہ نجم النساء صاحبہ [illegible]
۱۴۵۵	جناب کرم الدین صاحب سیکرٹری تعلیم سوناگلی
۱۴۵۹	” جناب عبدالکریم صاحب کشن گنج
۱۴۸۳	محترمہ طلعت جہاں صاحبہ گریا
۱۴۸۵	” شریعت النساء صاحبہ [illegible]
۱۴۸۶	” مسٹر نور الدین صاحب [illegible]
۱۴۸۷	دی سٹار [illegible] حیدرآباد
۱۴۹۱	جناب عبدالحمید صاحب سلواہ
۱۴۹۸	” ایس جی مصطفیٰ صاحب [illegible]
۱۵۶۱	” احمد نبی صاحب بلوری
۱۵۶۴	مسز محمد صاحب مدراس
۱۵۷۴	گرینڈ سکریٹری [illegible]
۱۵۷۹	” سید سجاد احمد دھورورا
۱۶۱۶	” احمد دین صاحب احمدی [illegible]
۱۶۲۰	جناب تقدیر خان صاحب بلی پور

سو ان خریداران بدر کی خدمت میں گزارش ہے کہ اپنا چندہ بدر بواپسی ڈاک ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ چندہ ارسال کرنے میں دیر کر لینے سے دفتر بدر کو بار بار خط تحریر کرنے پڑتے ہیں۔ جس سے ایک زائد نقصان ہوتا ہے اور دوسرے وقت کی تضییع سے دفتر کے دوسرے کام بھی نامکمل پڑے رہتے ہیں۔ امید ہے کہ خریداران بدر اپنا چندہ فوری طور پر ارسال فرما کر شکریہ کا موقعہ عنایت فرمائیں گے۔

(مینیجر بدر)

نظارت امور عامہ کا ایک نہایت ضروری اعلان

نظارت ہذا کی طرف سے نئے انتظام کے ماتحت جملہ سیکرٹریان امور عامہ یا صدر صاحبان جماعتہائے احمدیہ کی خدمت میں (۱) فارم کوائف رشتہ ناطہ (۲) فارم مردم شماری (۳) متعدد فارم رپورٹ کارگذاری سیکرٹریان امور عامہ مع چارٹ فرائض سیکرٹریان امور عامہ کے علاوہ اس تعلق میں ایک مفصل چٹھی علیحدہ بھی بھجوائی جا رہی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:-

(۱) سیکرٹریان امور عامہ (یا جہاں اس عہدہ کا انتخاب نہ ہوا ہو۔ وہاں کے صدر صاحبان) اپنے حلقہ کے تمام ایسے قابل شادی اناث و ذکور (جن میں بیوہ اور معذور مرد اور عورتیں سب شامل ہوں) کے کوائف مرتب کر کے بھجوائے جائیں جن کی شادیاں مرکز سے تعاون لئے بغیر ممکن نہ ہوں جن کی شادیاں آپس میں یا اپنے ہی علاقہ میں آسانی سے طے ہو سکتی ہوں اُن کے کوائف بھجوانے کی ضرورت نہیں۔

(۲) تمام عورتوں مردوں۔ بوڑھوں اور نومولود بچوں تک سب کی مردم شماری بمطابق ارسال کردہ فارم مردم شماری جلد از جلد مرتب کر کے بھجوائی جاوے۔ جہاں جماعت نہ ہو، مگر ایک آدھ احمدی گھرانہ وہاں رہتا ہو۔ اُسے بھی قریبی جماعت کی مردم شماری میں ضرور شامل کر لیا جاوے اور کوئی فرد حتی الوسع اس مردم شماری سے باہر نہ رہنے پائے۔ کئی سالوں سے جماعت کی مردم شماری نہ ہو سکنے کی وجہ سے جماعت احمدیہ کی مجموعی تعداد کا علم نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اب مردم شماری کی جانی نہایت ضروری ہے۔

(۳) سیکرٹریان امور عامہ متعدد بار بذریعہ اخبار توجہ دلائے جانے کے باوجود ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ اپنی ماہانہ رپورٹ کارگذاری بھجوانے میں افسوسناک حد تک تساہل اور لاپرواہی سے کام لے رہے ہیں۔ اور اکثریت ایسے سیکرٹریان کی ہے جن کی طرف سے سالہاسال سے کبھی کوئی رپورٹ موصول نہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مرکز ایسی تمام جماعتوں کے حالات و کوائف اور مقامی ماحول سے ناواقف رہتا ہے۔ اور جماعت کی ترقی میں اندرونی و بیرونی رکاوٹوں کے دور کرنے سے قاصر رہتا ہے

لہٰذا ایسے تمام فرض ناشناس سیکرٹریوں کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ آئندہ اگر انکی طرف سے ہر ماہ باقاعدگی کے ساتھ رپورٹ کارگذاری موصول نہ ہو گی تو انکی طرف سے صرف تین ماہ کا انتظار کر کے معاملہ ناظر اعلیٰ کے نوٹس میں لایا جاوے گا۔ کیونکہ مقامی جماعتوں اور مرکز کو بھی کام کے عہدہ داروں کی ضرورت ہے۔ صرف نام کے عہدہ داروں کا نہ انہیں نہ انکی جماعت کو اور نہ ہی مرکز کو بھی کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

نوٹ ۱: جن جماعتوں میں یہ ارسال کردہ فارم اور چٹھیاں نہ پہنچی ہوں وہ اطلاع دے کر ایک ماہ کے اندر اندر دوبارہ منگوا لیں۔

وصولی لازمی چندہ جات کیلئے توجہ کی ضرورت

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے احیاء دین و اسلام کی اہم خدمت جماعت احمدیہ کے سپرد کر رکھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے جماعت کے اکثر احباب اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں

لیکن چونکہ جماعت ان دنوں جن غیر معمولی حالات میں سے گذر رہی ہے اس کے پیش نظر اس امر کی ضرورت ہے کہ ہم قربانی کے معیار کو اور بڑھائیں اور چندوں کی رفتار ادائیگی کو پہلے سے تیز کر دیں کیونکہ جو قوم وقت کے تقاضوں کے مطابق اپنی جدوجہد کو تیز نہیں کرتی وہ اپنے مقصد میں جلد کامیابی حاصل نہیں کر سکتی اور مشکلات اور ابتلاؤں کا زمانہ لمبا ہوتا چلا جاتا ہے

اسی سلسلہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"جیسا کہ میں نے جلسہ کے موقعہ پر بھی دوستوں سے کہا تھا اب وقت آگیا ہے کہ جماعت اپنے زبانی وعدوں اور الفاظ کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرے اور جماعت کے [illegible] دوست تن من دھن سے اسلام کی تقویت کے لئے زور لگانا شروع کر دیں"

ہر شخص جو جماعت میں داخل ہوتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے ساتھ یہ عہد کرتا ہے کہ وہ ہر حال میں دین کو دنیا پر مقدم رکھے گا اگر اس وعدہ بیعت کا عملی ثبوت دیتے ہوئے جملہ احباب جماعت سلسلہ کی ضروریات کو اپنی ذاتی اور خاندانی ضروریات پر مقدم رکھتے ہوئے اپنے ذمہ چندہ کی ادائیگی میں باقاعدگی اختیار کریں۔ اور چندہ جات پوری شرح کے ساتھ ادا کریں تو خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری موجودہ آمد میں معقول اضافہ ممکن ہو سکتا ہے۔ اسی طرح جماعتوں کے عہدے داران اگر سالقہ بقایا جات کی وصولی پر زور دیں اور جو لوگ باوجود کوشش کے نادہندہ ہوں ان کا معاملہ بالحاظ وعدہ مرکز میں پیش کریں تو اصلاح عمل کی بہتر صورت پیدا ہو سکتی ہے۔

یہ امر قابل افسوس ہے کہ بعض افراد جماعت باوجود موصی ہونے کے بقایا دار ہیں۔ ایسے دوستوں کو فکر مندی کے ساتھ اپنے ذمہ بقایا کی ادائیگی کی طرف فوری توجہ دینی چاہیئے کیونکہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چھ ماہ سے زائد عرصہ کے بقایا دار کو جماعت سے خارج قرار دے چکے ہیں۔

موجودہ مالی سال کے پانچ ماہ گذر چکے ہیں۔ لیکن متعدد جماعتوں کی طرف سے متوقع بجٹ کے مقابل پر بہت کم وصولی ہوئی ہے۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ تمام احباب جماعت عہدیداران مال اور صدر صاحبان و مبلغین حضرات اپنی کوششوں کو تیز سے تیز کریں اور اپنی جماعتوں کے ذمہ بقایا کی پوزیشن کا جائزہ لے کر وصولی میں کمی کو پورا کرنے کی طرف فوری توجہ دیں۔

اللہ تعالیٰ تمام دوستوں کو اپنے فضل سے اس کی توفیق بخشے کہ وہ اپنی مالی ذمہ داریوں کو کماحقہٗ ادا کر کے اس کے فضلوں اور انعامات کے وارث بن سکیں۔

ناظر بیت المال قادیان

نوٹ ۲:- فارم کوائف رشتہ ناطہ اور مردم شماری کی اگر ایک سے زیادہ ضرورت محسوس ہو تو سادے کاغذ پر ان فارموں کے مطابق گوشوارے حسب ضرورت تیار کر لئے جاویں۔

ناظر امور عامہ صدر انجمن احمدیہ قادیان

خبریں

نئی دہلی ۲۸ ستمبر۔ وزیر اعظم شری لال بہادر شاستری نے آج یہاں دیہاتی صنعتی پراجیکٹوں کے متعلق تیسری کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ملک غذائی قلت کے سنکٹ پر قابو پاچکا ہے۔ لیکن اسے اب بھی اشیاء کی گرانی کے مسئلہ کا سامنا ہے۔ آپ نے کہا کہ اب بھی ملک کے کچھ گوشے ایسے ہیں۔ جہاں غذائی قلت ہے۔ لیکن باقی حصوں میں بخوبی نوٹ کر سکتے ہیں ہم سنکٹ سے نکل گئے ہیں۔ اب ہم غذائی مسئلہ کو حل کرنے کے لئے مختلف اقدامات کریں گے اور یہ بیشتر حد تک طویل المدت اقدامات ہونگے لیکن جہاں تک اناج کی درآمد کا تعلق ہے دس یا اس سے زیادہ برس تک برقرار رکھنی ہوگی۔ تاہم ہم بتدریج ایسی پوزیشن میں پہنچ جائیں گے۔ جبکہ اناج کے معاملہ میں ہم اپنی ضروریات آپ پوری کر سکیں گے۔ آپ نے تقریر کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ اگر ملک نے غذائی اعتبار سے ترقی کرنی ہے تو ہمیں انتظامیہ مشینری کی دقیانوسی کارکردگی میں تبدیلی لانی ہوگی یہ کانفرنس پلاننگ کمیشن کی طرف سے منعقد ہوئی تھی۔ آپ نے کہا ہم ضلعی مشینری پر بہت زیادہ انحصار رکھ رہے ہیں۔ اور اس سے زیادہ سے زیادہ مفید کام لینے کے سوا ہمارے اور کوئی چارہ بھی نہیں ہے۔ آپ نے کہا تنہا زراعت غریبی اور بیکاری کے چیلنج کا مقابلہ کرنے کے قابل نہیں بنا سکتی۔ اس لئے ہمیں زراعت اور صنعت دونوں کو اختیار کرنا چاہیئے۔ دیہات میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں کارخانے لگائے جانے چاہئیں۔

نئی دہلی ۲۸ ستمبر۔ بھارت کے وزیر تجارت مسٹر منو بھائی شاہ نے آج لوک سبھا میں اعلان کیا کہ سرکار نے ملوں میں تیار ہونے والے عام استعمال ہونے والے کپڑے کی اقسام یعنی دھوتیوں، ساڑھیوں، لٹھا اور قمیضوں کے کپڑے کی فروخت اور تیاری پر پیداواری قیمتوں کا کنٹرول نافذ کر دیا ہے۔ جس کی مقدار بڑھنے لگے گی یہ قانونی کنٹرول رضاکارانہ کنٹرول سسٹم کی جگہ لے گا جو کہ رضاکارانہ طور پر ملوں نے فوراً لاگو کیا تھا۔ اس کے تحت کپڑوں کی قیمتوں کی مہریں لگانا لازمی تھیں لیکن یہ سسٹم کامیاب نہیں ہوا۔ مسٹر منو بھائی شاہ نے امید ظاہر کی کہ نئے کنٹرول کے نفاذ سے بیشتر اقسام کے کپڑے کے نرخوں میں ۵ فیصد سے ۱۰ فیصد تک کی کمی ہو جائیگی اور نرخ متعین کرنے کا عام اصول یہ ہوگا کہ کپڑے کو مل سے باہر آنے کی قیمت (ایکسائز ٹیکس سمیت) سے ۲۰ فیصد زائد پر بیچنے کی اجازت ہوگی۔

جہاں تک غیر کنٹرول شدہ کپڑے کا تعلق ہے اس کے متعلق خیال رکھا جائے گا کہ یہ مناسب نرخوں پر ملتا رہے گا اور اس کی قیمتوں میں کوئی اضافہ نہ ہو۔

نئی دہلی ۲۸ اکتوبر۔ یہ دھان منتری شری لال بہادر شاستری نے دیہاتی انڈسٹریل پراجیکٹوں کے بارے میں کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ میں جب بدیش جاؤں گا تب بھی دھوتی کا استعمال جاری رکھوں گا یاد رہے کہ آپ ۳ اکتوبر کو قاہرہ جا رہے ہیں۔ آپ نے کہا۔ میں سمجھتا ہوں لوگ مجھے میری دھوتی اور کرتے کی وجہ سے پیار کرتے ہیں اور مجھے اپنے میں سے ہی ایک سمجھتے ہیں۔

نئی دہلی ۲۸ ستمبر۔ آج لوک سبھا میں وزیر خارجہ سردار سورن سنگھ نے کہا کہ ناگالینڈ سے جو تازہ رپورٹ ملی ہے وہ بڑا امید افزا نہیں فی الحقیقت وہ مایوس کن ہے۔ یہ افسوس کی بات ہے کہ روپوش ناگا سمجھوتے سے پھر گئے ہیں۔ بھارت سرکار اس نظریہ پر پوری طرح پابند رہے گی۔

نئی دہلی۔ ۲۸ ستمبر۔ آج وزیر خوراک مسٹر سبرامانیم نے راجیہ سبھا میں بتایا کہ صوبوں میں بڑا افسوسناک رجحان پیدا ہو رہا ہے کہ ان کی پیداوار انہی کے پاس رہے۔ پنجاب اپنی گندم اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے۔ گجرات اپنا مونگ پھلی کا تیل اپنے پاس رکھنا چاہتا ہے۔ ہمیں اس قسم کا رویہ چھوڑ کر مجموعی طور پر سارے دیش کے نقطہ نظر سے سوچنا چاہیئے۔ آپ نے کہا۔ اب اگلی فصل پر اناج کی نقل و حرکت کے بارے میں بہتر انتظام کیا جائے گا۔ مسٹری ایم سی شاہ نے کہا کہ حکومت کے اقدامات کے باوجود اشیاء کے نرخ بڑھتے ہی جا رہے ہیں۔ دیسی گھی نایاب ہے بناسپتی مہنگا ہو گیا ہے۔ اب مونگ پھلی کا تیل ہی غریبوں کے استعمال میں آتا تھا وہ بھی مہنگا ہوتا جا رہا ہے

واشنگٹن ۲۸ ستمبر۔ امریکہ کے سابق صدر کینیڈی کی ہلاکت کے سلسلہ میں امریکہ کے چیف جسٹس کی زیر صدارت جو کمیشن اس قتل کی تحقیقات کے لئے مقرر کیا گیا تھا اس نے اپنی رپورٹ میں یہ انکشاف کیا ہے کہ گولی لگنے سے صرف چند گھنٹے ہی پیشتر صدر کینیڈی نے اپنے ایڈی کانگ کے ساتھ بات چیت کرتے ہوئے کہا تھا کہ کسی شخص کے لئے امریکہ کے صدر کو ہلاک کرنا کوئی مشکل نہیں صرف اتنا کافی ہے کہ کوئی شخص ٹیلی سکوپ والی رائفل لے کر کسی اونچی عمارت پر پڑھ جائے پھر اس کے حملہ سے بچاؤ کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ ان کے قاتل نے بعینہٖ یہی طریقہ استعمال کیا۔

پروگرام دورہ

جنوبی ہند برائے تحریک وصایا و زکوٰۃ

مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ و مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی

سیکرٹری بہشتی مقبرہ

جماعتہائے احمدیہ جنوبی ہند کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ صدر انجمن احمدیہ کے فیصلہ کے مطابق مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ بمبئی اور مکرم چوہدری فیض احمد صاحب سیکرٹری بہشتی مقبرہ نیچے دیئے گئے پروگرام کے مطابق وصایا اور زکوٰۃ کے سلسلہ میں دورہ شروع کر رہے ہیں۔ ان جماعتوں کے تمام عہدیداران سے درخواست ہے کہ وہ مہربانی فرما کر وفد کے ساتھ ہر رنگ میں پورا تعاون فرمائیں۔

ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان

نمبر شمار	نام جماعت	تاریخ رسیدگی	تاریخ روانگی	قیام
۱	قادیان	-	۱ ۴/۶۴	
۲	بمبئی	۳-۱۰-۶۴	۵	۲ یوم
۳	رسلی و دھارواڑ	۶	۸	۲ ؍؍
۴	شیموگہ	۹	۱۱	۲ ؍؍
۵	بنگلور	۱۲	۱۴	۲ ؍؍
۶	مرکرا	۱۵	۱۷	۲ ؍؍
۷	کنانور	۱۷	۱۹	۲ ؍؍
۸	پینگاڈی	۱۹	۲۱	۲ ؍؍
۹	سوایکٹ	۲۲	۲۵	۳ ؍؍
۱۰	کرناگاپلی	۲۶	۲۸	۲ ؍؍
۱۱	مدراس	۲۹	۳۱	۲ ؍؍
۱۲	یادگیر	۱-۱۱-۶۴	۴-۱۱-۶۴	۳ ؍؍
۱۳	حیدرآباد و سکندرآباد	۴	۸	۴ ؍؍
۱۴	چنت کنٹہ	[illegible]	۱۰	۲ ؍؍

مناظرہ یادگیر

مابین

جماعت احمدیہ و اہل سنت والجماعت

شائع ہو گیا

ہندوستان کے احباب اور جماعتوں کو غیر معمولی طور پر مناظرہ یادگیر کی اشاعت کا انتظار کرنا پڑا۔ اور بار بار دفتر کو استفسار میں لکھنا پڑا۔ بعض ناگزیر حالات کی وجہ سے جو اس کی طباعت میں حائل ہوتے رہے اس کی اشاعت میں غیر معمولی دیر ہو گئی۔ اب دوستوں کو بذریعہ اعلان ہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ مناظرہ یادگیر چھپ کر تیار ہو گیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

ضرورتمند احباب نظارت ہذا سے اڑھائی روپے فی کاپی کے حساب سے حسب ضرورت منگوائیں چونکہ محدود تعداد میں چھپوایا گیا ہے اسلئے ممکن ہے کہ بعد میں آرڈر آنیوالوں کی تعمیل نہ ہو سکے

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

احباب ہوشیار رہیں

ایک غیر احمدی المعروف مسٹر ہاشمی (جو گذشتہ سال جلسہ سالانہ کے موقع پر حیدرآباد سے "کرنٹ" اخبار کے رپورٹر کی حیثیت سے قادیان آیا تھا اور واپسی پر وہ بمبئی میں مقیم ہو گیا تھا) کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ پھر رہے کا دھوکا باز شخص ہے اب وہ بمبئی سے چلا گیا ہے اور غالباً دوسری جماعتوں میں بھی جائیگا کیونکہ اس نے بعض جماعتوں کے پتے نوٹ کر رکھے ہیں۔ نیز وہ شخص اپنے آپ کو ایم۔ بی۔ بی۔ ایس بھی بتاتا ہے احباب اس شخص سے محتاط رہیں اور اس کے فریب میں نہ آئیں۔

ناظر امور عامہ